عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۴ | ۲۴ شوال تا ۲؍ذوالقعدہ ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰؍اپریل ۲۰۲۵ء | شمارہ: ۱۶

مجلس کی ایک اہم علمی کاوش

غزہ لہو لہو

حج کی ادائیگی میں تاخیر نہ کیجیے

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.org

www.amtkn.com
Email: editorkn@yahoo.com

کفر اختیار کرنے کا مشورہ دینے والا خود کافر ہوجاتا ہے

س:.... اگر کوئی مسلمان شخص کسی دوسرے مسلمان کو کلمۂ کفر کہنے کا مشورہ دے یا اسے کفر اختیار کرنے کا مشورہ یا حکم دے تو کیا اس طرح کہنے والا خود کافر ہوجاتا ہے یا نہیں؟

ج:.... جس طرح بذاتِ خود کفریہ الفاظ کہنے سے ایک مسلمان دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے، اسی طرح کسی دوسرے کو کلمۂ کفر کی تلقین کرنے والا اور کفر اختیار کرنے کا مشورہ دینے والا یا حکم دینے والا خود بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ اگر وہ شادی شدہ ہو تو اس کا نکاح بھی باطل ہوجاتا ہے اور حج فرض اگر ادا کرچکا ہو تو وہ بھی باطل ہوجاتا ہے، اسی طرح اس کے تمام اعمال اور نیکیاں بھی ضائع ہوجاتی ہیں۔ لہٰذا ایسے شخص پر توبہ کے بعد تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح کرنا ضروری و لازم ہوگا اور دوبارہ سے حج فرض بھی ادا کرنا ہوگا: ”لا خلاف بین مشائخنا ان الامر بالکفر کفر۔“ (فتاویٰ تاتارخانیہ،ص:۴۶۰،ج:۵)

ارتداد سے نکاح فوراً ختم ہوجاتا ہے

س:.... اگر کوئی خدانخواستہ مرتد ہوجائے تو کیا اس کا نکاح فوراً ہی ختم ہوجاتا ہے؟

ج:.... شوہر کے مرتد ہونے کی وجہ سے نکاح فوراً ہی ختم ہوجاتا ہے، اس لئے مرتد شخص کی بیوی پر لازم ہے کہ وہ بلا تاخیر شوہر سے جدا ہوجائے تاہم اگر شوہر توبہ کے بعد دوبارہ مسلمان ہوجائے تو اب بیوی سے رجوع کرنے کے لئے تجدید نکاح کرنا ضروری ہوگا۔

”وارتداد احدھما فسخ عاجل بلاقضاء۔ قال ابن عابدین علیہ الرحمۃ ای بلاتوقف علی قضاء القاضی وقضا بلاتوقف علی مضی عدۃ فی المدخول بھا کما فی البحر۔“

(ردالمحتار،ص:۲۱۴،ج:۳،باب نکاح الکافر)

شوال کے روزوں میں قضا روزوں کی نیت کرنا

س:.... شوال کے جو چھ روزے رکھتے ہیں، اس میں رمضان کے قضا روزوں کی نیت کرنا درست ہے یا نہیں؟

ج:.... رمضان کے روزے تو فرض ہیں اور شوال کے چھ روزے نفل ہیں۔ اس لئے ایک ہی نیت سے دونوں نہیں رکھے جاسکتے یا فرض روزوں کی نیت ہوگی یا نفل روزوں کی۔ اس لئے رمضان المبارک کے روزے علیحدہ رکھے جائیں اور شوال کے روزوں کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے شوال کے روزے ہی رکھے جائیں۔

شوال کے روزے مسلسل رکھنا ضروری نہیں

س:.... شوال کے چھ روزے مسلسل رکھنا ضروری تو نہیں ہے کیا ایک ایک دو دو کرکے رکھے جاسکتے ہیں؟

ج:.... جی ہاں! شوال کے پورے مہینے میں جب چاہیں روزے رکھ سکتے ہیں، ایک ایک دو دو کرکے بھی رکھے جاسکتے ہیں، چھ روزے مکمل کرنے پر وہی اجر وثواب ملے گا جس کا حدیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوت

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۴ ۲۴ رشوال المکرم تا ۲ رذوالقعدہ ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰/ اپریل ۲۰۲۵ء شمارہ: ۱۶

سرپرست
حضرت مولانا حافظ محمد ناصرالدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مولانا محمد نواز سیال کا سانحہ ارتحال	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
غزہ! لہو لہو	۷	عابد محمود عزام
اسرائیل مردہ باد ملین مارچ، کراچی	۹	خطاب: مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ
مولانا زاہد الراشدی مدظلہ کا پیغام	۱۲	جناب حافظ خرم شہزاد
اکابر علماء کرام کی واعظ ونصائح	۱۴	مولانا ابوعمار رفیاض عثمانی
حج فرض کی ادائیگی میں تاخیر نہ کیجیے	۱۹	مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ
مجلس کی ایک اہم علمی کاوش	۲۲	مولانا محمد اشفاق یونس
علماء کرام وکارکنانِ ختم نبوت کا اجلاس	۲۵	مولانا عبدالحی مطمئن
سردار محمد خان لغاریؒ	۲۷	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

بنیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۱۲۰ فصل:....۵ھ کے واقعات

۱۶:....غزوۂ خندق میں حضرت ثعلبہ بن عثمان بن عدی بن ناتی الانصاری الخزرجی شہید ہوئے، یہ بدری صحابی ہیں، رضی اللہ عنہ۔

۱۷:....غزوۂ خندق میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی اکحل میں ایک تیر لگا جو حبان بن قیس بن عرقہ نے پھینکا تھا، حضرت سعدؓ چند دن بقیدِ حیات رہے اور غزوۂ خندق اور غزوۂ قریظہ کے بعد اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

۱۸:....غزوۂ خندق کے آخری ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ''مسجدِ فتح'' میں تین دن، سوموار، منگل، بدھ تک فتحِ اسلام اور شکستِ کفار کی دُعا فرماتے رہے، دُعا کے الفاظ یہ تھے:

''اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ، مُجْرِیَ السَّحَابِ، سَرِیْعَ الْحِسَابِ، ھَازِمَ الْأَحْزَابِ، اَللّٰھُمَّ اھْزِمْھُمْ وَزَلْزِلْھُمْ، اَللّٰھُمَّ اٰمِنْ رَوْعَاتِنَا، یَاصَرِیْخَ الْمَکْرُوْبِیْنَ! یَامُجِیْبَ الْمُضْطَرِّیْنَ! اِکْشِفْ ھَمِّیْ وَغَمِّیْ وَکَرْبِیْ فَاِنَّکَ تَرٰی مَانَزَلَ بِیْ وَبِأَصْحَابِیْ۔''

ترجمہ:...... ''اے اللہ! جو کتاب نازل کرتا ہے، جو بادلوں کو چلاتا ہے، جو بہت جلد حساب لینے والا ہے، جو لشکرِ کفار کو شکست دینے والا ہے، اے اللہ! ان کو پسپا کردے اور ان کے قدم اُکھاڑ دے، اے اللہ! ہمارے خوف کو امن سے بدل دے، اے بے چینوں کی چیخ وپکار سننے والے! اے بے قراروں کی دُعائیں قبول کرنے والے! میرے غم، فکر اور میری بے قراری وبے چینی کو زائل فرما، مجھ پر اور میرے صحابہ پر جو آفت ٹوٹ پڑی ہے وہ تیرے سامنے ہے۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بدھ کے دن ظہر وعصر کے مابین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا قبول فرمائی اور قبولیتِ دُعا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بے پناہ مسرّت کا اظہار فرمایا۔

اِمام ابو یوسفؒ کے جدِ اعلیٰ:

۱۹:....غزوۂ خندق میں حضرت سعد بن حبتہ ابن ملتہ انصاری رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے مقابلے میں شدید جنگ لڑی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا، ان کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور ان کو اولاد ونسل میں برکت کی دُعا دی، برکتِ دُعائے نبوی سے وہ چالیس افراد کے چچا، چالیس افراد کے ماموں، اور بیس افراد کے باپ ہوئے، اِمام ابو یوسفؒ انہی کی نسل سے ہیں، چنانچہ ان کا سلسلۂ نسب یہ ہے:

''اِمام ابو یوسف یعقوب (یہ اِمام ابو یوسفؒ کا نام ہے) بن ابراہیم بن حبیب بن حبیش بن سعد بن حبتہ۔ اور ''حبتہ'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ہے، ورنہ ان کے والد کا ''بُجیر'' اور دادا کا نام ''بجیلہ'' ہے، گویا پدری سلسلہ یوں ہوا: سعد بن بجیر بن بجیلہ۔

(جاری ہے)

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مولانا محمد نواز سیال رحمتہ اللہ علیہ کا سانحۂ ارتحال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

جامعہ قادریہ حنفیہ ملتان کے بانی، عالم ربانی حضرت مولانا محمد نواز سیال 2/اپریل 2025ء کو صبح فجر کی اذان کے قریب انتقال فرما گئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون !

قصبہ مدال تحصیل کبیر والا سیال برادری کے زمیندار جناب میاں محمد فاضل کے صاحبزادے مولانا محمد نواز سیال 1950ء میں پیدا ہوئے۔ گھر کے قریب چونی پور میں قاری عبدالرزاق کے ہاں حفظ وناظرہ کی تعلیم مکمل کی۔ درجہ فارسی ٹھل نجیب میں پڑھا اور پھر 1966ء میں دارالعلوم کبیر والا درجہ اولیٰ میں داخلہ لیا۔ مولانا علی محمد، مولانا سید فیض علی شاہ، مولانا منظور الحق، مولانا ظہور الحق، مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا صوفی محمد سرور رحمہم اللہ تعالیٰ سے 1972ء میں دورۂ حدیث پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ جامعہ عثمانیہ شورکوٹ، جامعہ حسینیہ شہداد پور سندھ، چونی پور کبیر والا میں ایک ایک سال پڑھاتے رہے۔ تین سال دارالعلوم محمدیہ اٹھارہ ہزاری ضلع جھنگ میں بھی پڑھایا۔ 1978ء میں اپنی مادر علمی دارالعلوم کبیر والا میں تشریف لائے اور پھر آٹھ سال تسلسل کے ساتھ یہاں مسند تدریس کو رونق بخشی۔ 1986ء سے آپ اپنے استاذ مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کی خواہش پر باب العلوم کہروڑ پکا تشریف لائے اور دس سال 1996ء تک یہاں علم وفضل کو موسم بہار کی شگفتگی سے سرفراز کیا۔ کبیر والا کے دورِ تدریس میں صادق آباد مل ملتان میں خطبہ جمعہ کا آغاز کیا۔

اسی دوران مل کے قریب جناب فقیر محمدؒ نے 1982ء میں دو کنال پھر چھ کنال یوں ایک ایکڑ زمین مدرسہ کے لئے عطیہ کی۔ 1982ء میں جامعہ قادریہ حنفیہ کا آغاز کیا۔ اس وقت 32 کنال میں جامعہ قائم ہے۔ 1996ء میں آپ نے مستقل جامعہ میں اپنی تدریس کا آغاز کیا۔ 2004ء سے دورۂ حدیث شریف شروع ہوا۔ اس وقت تک دورۂ حدیث شریف سے فراغت حاصل کرنے والے علماء کی تعداد سات صد کے لگ بھگ ہے۔ تخصص، حفظ و ناظرہ وتجوید کی تعلیم حاصل کرنے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہوگی۔

مولانا محمد نواز سیالؒ کے کبیر والا کے دو اساتذہ کرام کے علاوہ باقی سب اساتذہ کرام دارالعلوم دیوبند کے فاضل تھے۔ ہمارے جنوبی پنجاب میں پیر طریقت، مفسر قرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی، حضرت شیخ الہند، حضرت تھانوی، حضرت سید انور شاہ کشمیری، حضرت مولانا حسین علی واں بھچراں اور حضرت خواجہ سراج الدین دامانی رحمہم اللہ تعالیٰ ایسے علماء ومشائخ کے شاگرد اور خلیفہ مجاز تھے۔ مولانا محمد نواز کی سعادت کہ آپ نے ایسی بلند نسبتوں کی حامل علمی وروحانی شخصیت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ سے دورہ تفسیر پڑھا اور بیعت کی نسبت سے بھی سرفراز ہوئے۔ جبکہ حضرت بہلویؒ کے

جانشین مولانا عبدالحئیؒ بھلویؒ سے آپ کو خلافت ملی۔

مولانا محمد نواز بیک وقت جہاں متبحر عالم دین، فن تدریس کے ماہر، اعلیٰ درجہ کے خطیب تھے وہاں وہ تصوف وسلوک کے بھی نامی گرامی شیخ وقت تھے۔ ڈیڑھ درجن کے لگ بھگ آپ کے خلفاء ہیں۔ جو تمام کے تمام علماء اور ماہرین سلوک ہیں۔ جن کے ذریعہ علاقہ بھر میں خانقاہی حلقہ، ذکر وسلوک کی صدا بہار رونق واضح نظر آتی ہے۔

مولانا محمد نواز سیالؒ کم گو مگر زیرک اور معاملہ فہم اصحاب رائے علمائے کرام میں شامل تھے۔ آپ امانت ودیانت، تقویٰ واخلاص کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ آپ کے وجود سے علم وعمل کا وقار قائم تھا۔ آپ اسلاف کی اعلیٰ روایات کے علم بردار تھے۔ آپ کا یہ ریکارڈ ہے کہ آپ کے تمام خلفاء تصوف وسلوک کی جملہ تعلیم ونصاب کے حامل ہیں۔ کسی ایک کو بھی تصوف کے اسباق کی تکمیل کے بغیر آپ نے بیعت کی اجازت نہیں دی۔ آپ ایک متحرک دینی رہنما تھے۔ تمام فتن کے خلاف ہمیشہ نبرد آزما رہے۔ ہمیشہ اہل حق کی تمام جماعتوں کی آپ نے سرپرستی فرمائی۔

چناب نگر ختم نبوت کانفرنس پر ہمیشہ تشریف لاتے۔ 2021ء قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان کی تاریخ ساز ختم نبوت کانفرنس کے آپ صف اول کے میزبانوں اور سرپرستوں میں شامل تھے۔ اس سال جامعہ قادریہ حنفیہ کی مجلس شوریٰ نے متفقہ طور پر آپ کے فرزند حضرت مولانا محمد زکریا نواز سیال کو آپ کا جانشین اور جامعہ کا مہتمم مقرر کرنے کا فیصلہ کیا۔ سالانہ ختم بخاری شریف کی تقریب کے اجتماع پر ان کی دستار بندی آپ نے کرائی۔ کیا معلوم تھا کہ آپ کو قدرت حق کا بلاوا جلد آنے والا ہے۔ آپ شوگر، بلڈ پریشر اور گردوں کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ مگر وصال کی رات عشاء کے تمام معمولات پورے کر کے سوئے اور صبح نماز فجر کے بلاوا پر بجائے مسجد کے آخرت کو سدھار گئے۔ حق تعالیٰ آپ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین!

”خلفائے راشدین اور اہل بیت کرامؓ کے باہمی تعلقات“ سے اقتباس

حکومت وسلطنت کی اصلی بنیادیں عدل وانصاف اور باہمی مساوات اور ربط واتحاد پر قائم ہوتی ہیں۔ جہاں ان بنیادی اصول میں تزلزل آئے گا وہ حکومت بھی متزلزل اور غیر پائیدار ہوگی اور اگر یہ اصول بالکل نظرانداز ہوں گے تو اس حکومت کی نقش برآب سے زیادہ وقعت اور حیثیت نہ ہوگی جس کا وجود وعدم برابر ہوگا اور تباہی اور ابتری اور پریشاں حالی عالم گیر ہوگی۔

ان بنیادی اصولوں پر استقامت اور مداومت کے لئے ضروری ہے کہ حاکم اور محکوم، آمر اور مامور دونوں طبقوں میں جذبہ خدا پرستی موجود ہو اور ہر طبقہ دین الٰہی اور احکام خداوندی کا پیرو ہو، تاکہ کوئی طبقہ اپنی اصلی حدود اور اختیارات سے تجاوز نہ کر سکے اور ہر وقت اپنے کو اپنے پروردگار کے سامنے مسئول اور جواب دہ سمجھے اور اس جذبہ سے جب انسانیت خالی ہو جائے گی تو وہ حکومت اسلامی ہو یا غیر اسلامی، جمہوری ہو یا انفرادی، درحقیقت حکومت نہ ہوگی بلکہ ظلم واستبداد اور جبر واقتدار کا بدنما مظاہر ہوگا جس میں افراد کی اغراض پرستی کی بدولت عوام تباہی اور بربادی کا شکار ہوں گے۔ (خلفائے راشدین اور اہل بیت کرامؓ کے باہمی تعلقات، از: مولانا احتشام الحسن کاندھلویؒ، ص:11، ط: جنوری 2025ء، ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان) (انتخاب: ابوالحسین محمد قاسم)

غزہ... لہو لہو

عابد محمود عزام

دنیا کے نقشے پر اگر کہیں ظلم کی سب سے بھیانک اور خوفناک تصویر نظر آتی ہے۔ زمین کے نقشے پر اگر کوئی خطہ سب سے زیادہ زخم خوردہ ہے۔ اگر کہیں مظلومیت روز جیتی ہے اور انسانیت روز مرتی ہے۔ اگر کہیں معصوم بچوں کے کٹے پھٹے جسم انسانی ضمیر کو جھنجھوڑتے ہیں اور پھر بھی دنیا کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی تو وہ فلسطین ہے۔ آج فلسطین صرف ایک سرزمین نہیں بلکہ قیامت زدہ قبروں کا میدان ہے، جہاں بچوں کے جنازے روزانہ اٹھتے ہیں، جہاں عورتوں کی چیخیں دیواروں سے ٹکرا کر دم توڑ دیتی ہیں، جہاں ملبے تلے کچلی ہوئی زندگی کراہ رہی ہے اور جہاں پوری دنیا کی خاموشی انسانی تاریخ کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ ہے۔ یہ صرف ایک قوم کا المیہ نہیں، بلکہ پوری امت مسلمہ کی غفلت، بے حسی اور زوال کی تصویر ہے۔ آج غزہ صرف ملبے کا ایک ڈھیر نہیں بلکہ تاریخ انسانی کی سب سے تاریک داستانوں میں سے ایک ہے، جو ہر باشعور انسان سے سوال کر رہی ہے، کیا تم واقعی انسان ہو؟

غزہ پر پچھلے ڈیڑھ سال سے جو قیامت ٹوٹی ہے۔ اس کے ظلم اور وحشت کی ساری حدیں پار کر دی ہیں۔ اسرائیل نے غزہ کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ آئے دن ہونے والے فضائی حملے، ٹینکوں کی گولہ باری، ڈرونز سے میزائل برسائے جانے اور زمین دوز بموں نے اس علاقے کو کسی کھنڈر میں بدل دیا ہے، جہاں زندگی باقی نہیں رہی، صرف موت کا راج ہے۔ غزہ کی گلیاں اب زندگی کی نہیں، موت کی تصویر ہیں۔ ہر طرف بکھری لاشیں، خون میں نہائے بچے، روتی بلکتی مائیں اور کھنڈرات میں چھپتے بے سہارا انسان، یہ سب کچھ ہمیں صرف ایک تصویر دکھاتے ہیں کہ انسانیت ہار چکی ہے۔ ہزاروں معصوم بچے جنہوں نے ابھی دنیا دیکھی بھی نہ تھی، دنیا چھوڑ گئے۔ وہ بچے جو اسکول جانا چاہتے تھے، کتابوں سے دوستی کرنا چاہتے تھے، آج ان کی کتابیں خون میں لت پت ملبے میں دبی پڑی ہیں۔ مائیں اپنے شیرخوار بچوں کے لاشے سینے سے لگائے بیٹھی ہیں اور دنیا کی بے حسی پر ماتم کر رہی ہیں۔

غزہ کے کئی علاقے مکمل طور پر نیست و نابود کر دیئے گئے ہیں۔ پورے محلے، بستیاں، سڑکیں، اسپتال، مساجد، اسکول اور یونیورسٹیاں ملبے کا ڈھیر بن چکے ہیں۔ لاکھوں افراد بے گھر ہو چکے ہیں۔ پینے کا صاف پانی ہے، نہ کھانے کو کچھ میسر، نہ دوا ہے، نہ علاج، بیمار مرتے ہیں، زخمی سسکتے ہیں اور کوئی مدد کو نہیں آتا۔ ظلم صرف غزہ میں نہیں ہو رہا، بلکہ فلسطین کے کئی علاقوں میں اسرائیلی فوجی گھروں میں گھس کر نہتے شہریوں کو مار رہے ہیں، نوجوانوں کو اغوا کیا جا رہا ہے، عورتوں کی بے حرمتی ہو رہی ہے اور مسجد اقصیٰ میں نمازیوں پر حملے معمول بن چکے ہیں۔

فلسطین پر ظلم کوئی نیا واقعہ نہیں۔ یہ ایک مسلسل کہانی ہے، جو پچھلی کئی دہائیوں سے جاری ہے۔ ۱۹۴۸ء میں اسرائیل کے قیام کے وقت سے ہی فلسطینی قوم کو اپنی سرزمین سے بے دخل کیا گیا، ان کے گھروں پر قبضے کیے گئے، ان کی زمینیں چھینی گئیں اور ان کی نسل کو مٹانے کی کوشش کی گئی۔ کبھی نقب کیمپوں میں، کبھی صابرہ اور شتیلا میں، کبھی جنین اور کبھی غزہ میں۔ ہر جگہ اسرائیل نے ظلم کی تاریخ رقم کی لیکن جو کچھ گزشتہ ڈیڑھ سال میں ہوا، وہ محض ظلم نہیں، بلکہ انسانیت کا جنازہ ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ فلسطین جلتا رہا، معصوم بچے مرتے رہے، عورتیں چیختی رہیں، بوڑھے کراہتے رہے، مگر مسلم دنیا کے حکمران اپنی کرسیوں سے ہلنے کو تیار نہیں۔ او آئی سی صرف بیانات تک محدود رہی۔ عرب لیگ کے اجلاس منعقد ہوئے، لیکن ان اجلاسوں میں صرف قراردادیں منظور ہوئیں جن کا زمین پر کوئی اثر نہ پڑا۔ کہیں سے نہ تجارتی بائیکاٹ ہوا، نہ سفارتی دباؤ اور نہ اسرائیل کے خلاف

عالمی عدالت میں مقدمات دائر کیے گئے۔ یہاں تک کہ مسلم دنیا اسرائیلی مصنوعات کے بائیکاٹ پر متحد نہ ہوسکی۔ کیا یہ ہمارے ایمان کی کمزوری نہیں؟ کیا یہ ہمارے ضمیر کی موت نہیں؟

جہاں مسلم حکمرانوں کی بے حسی شرمناک ہے، وہیں عالمی طاقتوں کا کردار اور بھی زیادہ مجرمانہ ہے۔ امریکا نے اسرائیل کو مہلک ہتھیار فراہم کیے، اس کی ہر ظلم کی پشت پناہی کی اور اقوام متحدہ میں فلسطینیوں کے حق میں آنے والی ہر قرارداد کو ویٹو کرکے یہ ثابت کر دیا کہ وہ انصاف کے نہیں، مفادات کے علمبردار ہیں۔ برطانیہ، جرمنی، فرانس جیسے ممالک جو انسانی حقوق کے علمبردار بنتے ہیں، وہ بھی اسرائیل کی صف میں کھڑے نظر آئے۔ اقوام متحدہ فلسطین کے معاملے میں محض تشویش، افسوس اور فوری جنگ بندی کی اپیل جیسے کمزور الفاظ سے آگے نہ بڑھ سکا۔ یہ ادارہ اگر شام، لیبیا، یوکرین یا کسی اور مغربی مفادات سے جڑے ملک میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر متحرک ہوسکتا ہے تو فلسطین کے معاملے میں اتنا بے بس کیوں ہے؟ کیا فلسطینی انسان نہیں؟ کیا ان کے خون کی قیمت کم ہے؟ یہ سب دیکھ کر دل چیخ اٹھتا ہے کہ کیا انسانیت واقعی مرچکی ہے؟ کیا اب دنیا صرف طاقتور کے حق کو تسلیم کرتی ہے؟ اس وقت پوری دنیا میں جو کچھ ہورہا ہے۔ وہ ہمیں ایک سبق دے رہا ہے کہ صرف جذباتی تقریریں، روایتی احتجاج اور سوشل میڈیا پر ہیش ٹیگ چلانا کافی نہیں۔

اب وقت ہے کہ مسلم دنیا اپنے وسائل، اپنی طاقت، اپنی وحدت کو یکجا کرے۔ وہ ملت جو ڈیڑھ ارب سے زیادہ افراد پر مشتمل ہو، جس کے پاس بے پناہ دولت، افرادی قوت اور وسائل ہوں، وہ اگر متحد نہ ہو تو اس کا بہت بڑا جرم ہے۔

ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہم نے فلسطینیوں کے لیے کیا کیا؟ ہم میں سے ہر فرد جواب دہ ہے۔ کیا ہم نے اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا؟ کیا ہم نے اپنے حلقے میں شعور اجاگر کیا؟ کیا ہم نے مظلوموں کے لیے دعا بھی کی؟ کیا ہم نے ان کے حق میں آواز بلند کی؟ کیا ہم نے قلم اٹھایا؟ کیا ہم نے بچوں کو بتایا کہ فلسطین کیا ہے؟ اگر ہم نے اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ نہیں کیا، اگر ہم نے سوشل میڈیا پر فلسطینیوں کے حق میں آواز نہیں اٹھائی، اگر ہم نے اپنی اولاد کو فلسطین کی حقیقت نہیں بتائی تو ہم بھی مجرم ہیں۔ خاموشی بھی ظلم کا ساتھ دینا ہے اور ظلم کے سامنے خاموش رہنے والا بھی ظالم کے جرم میں شریک ہوتا ہے۔ آج فلسطینی ملبے تلے صرف معصوم انسانوں کی لاشیں نہیں دفن ہورہیں، بلکہ انسانیت کی روح بھی کچلی جارہی ہے۔ اگر آج ہم نے آنکھیں بند رکھیں، زبانیں بند رکھیں، ہاتھ روک لئے اور ضمیر کو سلا دیا تو کل جب ہماری باری آئے گی تو کون ہمارے لیے بولے گا؟ کون ہمارا پرسانِ حال ہوگا؟ یہ وقت محض تماشائی بنے رہنے کا نہیں، عملی اقدامات کا ہے۔ یہ وقت بیدار ہونے کا ہے۔ آج ہم خاموش رہے تو کل تاریخ ہم پر بھی خاموشی کا پردہ ڈال دے گی۔ آج غزہ ختم ہورہا ہے، کل بیت المقدس پر ہاتھ ڈالا جائے گا، ظلم کو آج نہ روکا گیا تو یہ کل ہم سب کو نگل لے گا۔

(بشکریہ روزنامہ اسلام کراچی)

آدابِ خورونوش

آداب:..... کھجور، انگور، مٹھائی وغیرہ اس قسم کی چیزیں اگر کئی آدمی مل کر کھائیں تو ہر شخص ایک ایک دانہ اٹھائے، دو، دو ایک دم سے لینا بے تمیزی اور حرص کی دلیل ہے۔

آداب:..... پیاز، لہسن، خام یا اور کوئی بدبودار چیز کھا کر مجمع میں مت جاؤ، لوگوں کو تکلیف ہوگی۔

آداب:..... جنس روزانہ ناپ تول کر پکاؤ، زنان ہند کی طرح اندھا دھند مت اٹھاؤ کہ آٹھ دن کی جنس چار ہی دن میں تمام ہوجائے لیکن بچے ہوئے کو مت ناپو، تولو، اس میں بے برکتی ہوتی ہے۔

آداب:..... کھانے سے فارغ ہوکر اپنے رزاق کا شکر بجالاؤ، اسی طرح پانی پینے کے بعد۔

آداب:..... کھانے سے قبل اور بعد بھی ہاتھ دھوؤ، کلی کرو۔

آداب:..... بہت جلتا کھانا مت کھاؤ، اس سے نقصان ہوتا ہے۔

آداب:..... مہمان کی خاطر داشت و مدارات کرو، ایک روز کسی قدر تکلف کا کھلا دو، تین دن تک اس کا حق مہمانی ہے، مہمان کو زیبا نہیں کہ میزبان کے گھر جم ہی جائے کہ وہ تنگ آجائے۔

آداب:..... کھانا سب مل کر کھاؤ، اس میں برکت ہوتی ہے۔ (تعلیم الدین)

اسرائیل مردہ باد ملین مارچ، کراچی

۱۳/اپریل ۲۰۲۵ء بروز اتوار شاہراہِ قائدین سے قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ کا خطاب

ضبط و ترتیب: مولانا محمد ریاض

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ، والحمد للہ الذي ھدانا لھذا وما کنا لنھتدي لولا ان ھدانا اللہ والصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہٖ وصحبہٖ ومن والاہ امابعد

جناب صدر محترم، اکابر علمائے کرام، زعمائے ملت، میرے بزرگو، دوستو اور بھائیو، آپ نے جمعیت علماء اسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے کراچی میں انسانی تاریخ کا ایک عظیم الشان اور فقید المثال اجتماع منعقد کر کے عالمِ اسلام کو حوصلہ دیا ہے، عالمِ عرب کو حوصلہ دیا ہے، اہل فلسطین کو حوصلہ دیا ہے، اہل غزہ کو پیغام دیا ہے کہ آپ پر ہونے والے مظالم میں آپ تنہا نہیں ہیں، پاکستان کے عوام اور جمعیت علماء اسلام کے کارکن شانہ بشانہ آپ کے ساتھ ہیں اور خون کے آخری قطرے تک آپ کے قدم بقدم، شانہ بشانہ آپ کے ساتھ رہیں گے۔

یہ اجتماع اسلامی حکمرانوں کو پیغام دے رہا ہے کہ کچھ تو ذرا اپنی حمیت کا مظاہرہ کرو، تمہاری غیرت اسلامی کہاں گئی کہ آج کراچی میں ایک ملین عوام جمع ہو کر آپ کو بیدار کرنے کی کوشش کر رہی ہے، یہاں کے عوام آپ کو یہ احساس دلانا چاہتے ہیں کہ اپنا فرض منصبی پورا کریں، اپنا فرض شرعی پورا کریں لیکن میرے بھائیو! اگر غزہ کے 60 ہزار مسلمانوں کی شہادت، اگر وہاں پر بیس ہزار سے زیادہ بچوں کی شہادت، اگر وہاں پر بیس ہزار خواتین کی شہادت ان حکمرانوں کو نہیں جگا سکی تو کیا ہمارا یہ اجتماع ان کو جگا سکے گا؟ نہیں جگائے گا، یہ غیرت و حمیت اسلامی سے محروم ہو چکے ہیں، اسلامی دنیا کے حکمران مفادات کے غلام بن چکے ہیں، اسلامی دنیا کے حکمران امریکہ کے کٹھ پتلی بن چکے ہیں، ہم اسلامی دنیا کے غلام آج امریکہ تو کیا ایک چھوٹے سے اسرائیل کی غلامی کے لیے تیار ہیں لہٰذا حکمرانوں کی پرواہ کیے بغیر عوام کو، مسلمانوں کو، امت مسلمہ کو اپنی غیرت و حمیت کے تحت اٹھ کھڑا ہونا ہوگا اور اسرائیل کے خلاف ایک سیلاب بن کر اس کے خلاف اُمڈ آنا ہوگا تاکہ اس اسرائیل کو ہم تنکے کی طرح اس سیلاب میں بہا سکیں۔

میرے محترم دوستو! اسرائیل کوئی ملک نہیں ہے، اسرائیل نے عرب سرزمین پر قبضہ کیا ہے، اسرائیل عربوں کی پیٹ میں ایک خنجر ہے جو گھونپا گیا ہے، 77 سال ہو گئے عالمی قوتیں ایک ایسے عمل میں اسرائیل کو حمایت اور تائید دے رہے ہیں جس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں... ایک صدی پہلے تک کرۂ ارض پر اسرائیل نامی کسی مملکت کا وجود تک نہیں تھا۔ جنگ عظیم اول کے بعد جب ابھی اقوام متحدہ وجود میں نہیں آیا تھا اور ایک ادارہ عالمی سطح پر لیگ آف نیشنز کے نام سے بنایا گیا تھا اس وقت جب یورپ میں یہودی مارے گئے، پیٹے گئے، دربدر ہو گئے تو سوال پیدا ہوا کہ ان یہودیوں کو کہاں بسایا جائے، لیگ آف نیشنز نے کمیٹی بنائی اس کمیٹی نے سفارشات مرتب کیں جس میں کہا گیا کہ ان دربدر یہودیوں کو بسانے کی ذمہ داری یہ بین الاقوامی ذمہ داری ہے جو ذمہ داری اقوام عالم کی ذمہ داری ٹھہری وہاں یہودیوں کو صرف فلسطین میں کیوں بسایا گیا؟ اس کمیٹی کی سفارشات میں یہ بات بھی کہی گئی کہ کسی بھی ملک میں جبری طور پر کسی کو آباد نہیں کیا جائے گا اور فلسطین میں بسانے پر یہودیوں کو کیوں مجبور کیا گیا اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ان کو فلسطین میں آباد نہ کیا جائے اس لیے کہ فلسطین کی اپنی آبادی زیادہ ہے وہاں مزید کسی کو آباد کرنے کی گنجائش نہیں ہے پھر انہیں کیوں فلسطین میں لا کر آباد کیا گیا؟ اس کمیٹی کی سفارشات میں لکھا ہے کہ فلسطین اقتصادی طور پر کمزور ملک ہے، کمزور اقتصادی ملک میں یہودیوں کو آباد نہ کیا جائے پھر کیوں فلسطین میں آباد کیا گیا؟ 1917ء میں

برطانوی وزیر خارجہ آتا ہے اور وہ اسرائیل کی مملکت کا اعلان کرتا ہے اور پھر پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ فلسطینیوں نے تو اپنی سرزمین خود بیچی تھی، اور فلسطینیوں کی اپنی بیچی ہوئی زمینوں پر یہودی آباد ہوئے تھے۔

ذرا ریکارڈ دیکھیے 1917ء میں جنگ عظیم اول کے بعد پورے ارض فلسطین کے صرف دو فیصد علاقے پر یہودی آباد تھے، 98 فیصد فلسطین کی سرزمین فلسطینیوں کے ہاتھ میں تھی، کیسے کہا جاسکتا ہے کہ یہ زمین تو فلسطینیوں نے بیچی تھی، اور جب 1947ء میں دوبارہ سروے کیا گیا تو پورے ارض فلسطین پر صرف چھ فیصد یا کچھ اعشاریہ اس کے اوپر تھا اس خطے پر یہودی آباد تھا 94 فیصد پر فلسطینی آباد تھا۔

1948ء میں آپ نے اسرائیل کو بنا دیا۔ کوئی قانونی وجہ اس ملک کی نہیں ہے، برطانیہ کی عادت رہی ہے کہ جب ہندوستان سے گیا تو کشمیر کو خطے میں متنازعہ بنا کر گیا....

اسی طرح جب خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا اور عرب نیشنلزم کا نعرہ لگا کر بہت سی عرب ریاستیں وجود میں آئیں تو برطانیہ نے وہاں اسرائیل کا تنازعہ کھڑا کر دیا اور دنیا کو لڑانے کا ان کا جو فلسفہ ہے جس طرح برصغیر میں تنازعات چھوڑے اسی طرح عرب دنیا میں اسرائیل کی صورت میں اس نے ایسا تنازعہ چھوڑا۔

آج بھی عرب دنیا کا خون ان کے جسم سے بہہ رہا ہے لیکن جھگڑا ختم نہیں ہو رہا اور آج امریکا اور یورپ جب بات کرتے ہیں انسانی حقوق کی اگر سعودی عرب میں یا افغانستان میں کسی کا قصاص لے لیا جاتا ہے تو سزائے موت پر احتجاج کرتے ہیں، کوئی سزائے موت نہیں ہونی چاہیے وہ انسانی حقوق یاد آجاتے ہیں اور 60 ہزار انسانوں کو لقمۂ اجل بنا کر بھی ابھی امریکیوں کے اندر کی آگ ٹھنڈی نہیں ہو سکی، یورپ کے اندر کی آگ ٹھنڈی نہیں ہو سکی اور مزید فلسطینیوں کو شہید کیا جا رہا ہے روزمرہ کے حساب سے۔

میں پوچھنا چاہتا ہوں امریکا سے ان کی نظر میں مسلمان کا خون اتنا سستا کیوں ہے؟ اور امریکا اور یورپ کے اس رویے کے نتیجے میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ امریکہ کو دنیا کی قیادت کا حق نہیں حاصل رہا، جس کے ہاتھوں سے انسانی خون ٹپک رہا ہو، اسے انسانیت کی قیادت کرنے کا کوئی حق حاصل ہے؟

آج دنیا بدل رہی ہے، دنیا کی معیشت انگڑائی لے رہی ہے، ایشیا کی معیشت پر قبضہ کر کے، ایشیا کو لوٹ کر یہاں کے وسائل اور ذخائر کو لے کر یورپ نے دنیا کی معیشت پر قبضہ کیا لیکن آج پھر حالات بدل رہے ہیں دنیا کروٹ رہی ہے معاشی کروٹ لے رہی ہے اور پھر ایک بار عالمی معیشت ان شاء اللہ! ایشیا کے ہاتھ میں آئے گی۔

میرے محترم دوستو، آج یہاں جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام ایک بڑا عظیم الشان تاریخی اجتماع ہو رہا ہے، یہیں کراچی میں ہم نے جلسہ کیا تھا اور آپ کو یاد ہونا چاہیے کہ جمعیت علماء روز اول سے فلسطین کے موقف کی حمایت کرتی ہے، اسی کے تسلسل میں جب 7/ اکتوبر 2023ء کو حملہ ہوا تو پشاور میں مفتی محمود کانفرنس ہو رہی تھی ہم نے مفتی محمود کانفرنس کا عنوان طوفانِ اقصیٰ میں تبدیل کیا اور تاحد نظر انسانوں نے اہل غزہ کے حق میں اپنا موقف دیا، بلوچستان میں اجتماع ہوا، یہاں کراچی میں اجتماع ہوا اور آپ کو یاد ہوگا ہمارے اجتماعات میں اسماعیل ہنیہ نے بھی وہاں سے خطاب کیا، خطیب مفتی فلسطین نے بھی خطاب کیا، مفتی لبنان نے بھی خطاب کیا تھا، لاڑکانہ میں جلسے ہوئے، پنجاب میں جلسے ہوئے، پورے ملک میں جمعیت علماء نے یکجہتی کا مظاہرہ کیا لیکن یہ بات یاد رکھیے کہ مسئلہ صرف فلسطین کا نہیں ہے، مسئلہ صرف مسجد اقصیٰ کا نہیں ہے، ہمیں اسرائیلی عزائم کو سمجھنا چاہیے وہ حرمین تک آنا چاہتے ہیں! اور ہمارے یہ اجتماعات جہاں مسجد اقصیٰ کی آزادی کے لیے ہو رہے ہیں ہمارے اجتماعات حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے بھی ہو رہے ہیں۔

میرے محترم دوستو، جب ابھی پاکستان نہیں بنا تھا، 1940ء کی قرارداد پاکستان جب لاہور میں پاس ہو رہی تھی اس وقت یہودی بستیاں قائم کی جا رہی تھیں، تو بانی پاکستان نے اس بات کو قرارداد کا حصہ بنایا تھا کہ فلسطینی سرزمین پر یہودی بستیوں کو ہم قبول نہیں کریں گے اور ہم فلسطینیوں کے شانہ بشانہ رہیں گے۔ جب اسرائیل 1948ء میں بنا تو بانی پاکستان نے اسرائیل کو برطانیہ کا ناجائز بچہ کہا، اور اس کے جواب میں اسرائیل کے پہلے صدر نے اپنا پہلا خارجہ پالیسی بیان دیتے ہوئے کہا کہ اسرائیل کی خارجہ پالیسی کی بنیادوں میں سب سے اولین ترجیح یہ ہوگی کہ دنیا کے نقشے پر ایک

نوزائیدہ اسلامی ملک کا خاتمہ یہ ہماری خارجہ پالیسی کی ترجیح ہوگی۔

سو پاکستان کا نظریہ اسرائیل کے حوالے سے غیر مبہم رہا ہے۔ آج اگر کوئی جماعت یا کوئی حکومت اسرائیل کو تسلیم کرنے کا سوچ رہی ہے ان سے بہتر تعلقات کا سوچ رہی ہے تو میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ پاکستان کی اساس کے ساتھ غداری ہے! قیام پاکستان کے اساسی مقاصد کے ساتھ غداری ہے، اور وہ تو سن ۱۹۴۸ء کی بات تھی ابھی چند دن ہوئے نیتن یاہو نے انٹرویو دیا ہے اور جب اس سے پوچھا گیا کہ آپ کے لیے سب سے بڑی مشکل کیا ہے تو اس نے کہا کہ مسلح مزاحمت، وہ ہمارے لیے سب سے بڑا پرابلم ہے اور مسلح مزاحمت میں ہمیں سب سے بڑا خطرہ پاکستان سے ہے، یہ ابھی چند دن ہوئے۔

پاکستانیو! تمہارے اجتماعات، تمہارے یہ مظاہرے، تمہاری یہ آواز، تمہارا یہ تکبیر کا نعرہ آج بھی اس سے صہیونی قوتیں لرز رہی ہیں، وہ خوفزدہ ہیں آپ کے ان اجتماعات کے رعب اور دبدبے سے۔

میں ان قوتوں کو بتانا چاہتا ہوں ان لابیوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ اسرائیل کو تسلیم کرنا یا اس کے ساتھ سفارتی تعلقات بنانا یا اسرائیل کے ساتھ معاشی تعلقات بنانا یہ آپ کے لیے آسان نہیں ہوگا اور کبھی تمہارا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکے گا۔

جمعیت علمائے اسلام نے اس فکر کے ساتھ، اس نظریے کے ساتھ جنگ لڑی ہے اور یہ اتنا آسان نہیں نہ تم اسرائیل کو تسلیم کرا سکو گے اور نہ تم دوبارہ قادیانیوں کو مسلمانوں کی شناخت دے سکو گے۔

جمعیت علماء اسلام آج پاکستان کی عوامی قوت ہے، تم دھاندلی کر کے ایوان سے تو ہمیں باہر رکھ سکتے ہو لیکن تم دھاندلی کر کے ہمارے اجتماعات سے عوام کو نہیں روک سکو گے۔ ان شاء اللہ! آج ہم نے آغاز کر لیا ہے اور ہم نے اپنے سفر کا آغاز کیا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ قوموں کو مارنا، بچوں کو مارنا، عورتوں کو مارنا، بوڑھوں کو مارنا، غیر مسلح لوگوں کو مارنا یہ ہے کون سا کمال، یہ تو ایک جنگی جرم ہے!

اگر تم صدام حسین کو جنگی مجرم کہہ سکتے ہو، انسانوں کا مجرم کہہ سکتے ہو، اور تم ان کو پھانسی چڑھا سکتے ہو تو پھر نیتن یاہو کے بارے میں عالمی عدالت انصاف فیصلہ دے چکا ہے کہ یہ مجرم ہے اور اس کو گرفتار کیا جائے، وہاں تمہارا انصاف کہاں چلا جاتا ہے! یہ اس وقت جنگی مجرم ہیں اور جنگی مجرم کا ساتھ دینے والا بھی جنگی مجرم ہوا کرتا ہے، تو میں یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ تم سب فلسطین کے قاتل ہو، تم سب فلسطینیوں کے قاتل ہو، اور ہم مسلمان ان کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ اگر امریکی وزیر خارجہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میں یہودی ہو کر اسرائیل کے ساتھ ہوں تو پھر مجھے بھی فخر کے ساتھ کہنا چاہیے کہ میں ایک مسلمان ہو کر فلسطین اور حماس کے ساتھ ہوں! ہم بانگ دہل کہتے ہیں کہ حماس مجاہد تنظیم ہے اگر دہشت گرد ہے تو امریکہ ہے اور یورپ ہے اور ہم اسرائیل کو دہشت گرد کہتے ہیں۔ ریاستی دہشت گردیاں نہیں چلیں گی اب آگے بڑھنا ہوگا۔ عوام کی تائید سے، آپ کے مظاہروں سے، آپ کے فتووں سے بنگلہ دیش جاگ چکا ہے، آپ کے فتووں سے ملائشیا اور انڈونیشیا جاگ چکے ہیں، آپ کے نعروں سے اور آواز سے ہندوستان جاگ اٹھا ہے اور ان شاء اللہ عالم عرب جاگ اٹھا ہے اور حکمرانوں کو بھی جاگنا پڑے گا۔

میں اسرائیل کو واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ مجاہدین کی طرف سے آج بھی زبردست دفاع کی جنگ لڑی جا رہی ہے اور ان شاء اللہ وہ اسرائیل کی تباہی ثابت ہوگی۔

میرے محترم دوستو! مختلف مکاتب فکر کے اکابرین نے ”مجلس اتحاد امت“ کے نام سے اکٹھے ہونے کا اظہار کیا ہے اور میں آج اعلان کرتا ہوں کہ اس جلسے کے بعد ۲۷/ اپریل کو لاہور کے مینار پاکستان میں ملین مارچ ہوگا، عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر جمع ہوگا اور فلسطین کے مقدمے کو لے کر آگے بڑھے گا، اسرائیلی جارحیت کے خاتمے کے لیے عوام کا سمندر آگے بڑھے گا اور ان شاء اللہ! پورے عالم اسلام میں بیداری آئے گی اور ان شاء اللہ! ہم اپنے حکمرانوں کو جگا کر رکھیں گے ان کو دوسرا راستہ اختیار کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مستقبل میں کامیابیوں سے سرفراز فرمائے اور اہل فلسطین اور اہل غزہ کی مدد فرمائے اور فلسطینی مجاہدین کو فتح و کامرانی نصیب فرمائے، مسجد اقصیٰ کو اللہ آزاد فرمائے اور حرمین شریفین کو اللہ تعالیٰ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

☆☆ .... ☆☆

غزہ کی تازہ ترین صورتِ حال پر

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ کا پیغام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الرسل و خاتم النبیین وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ واتباعہٖ اجمعین۔ امابعد

غزہ کی صورتِ حال، فلسطین کی صورتِ حال، دن بہ دن نہیں لحہ بہ لحہ گھمبیر سے گھمبیر تر ہوتی جا رہی ہے اور اسرائیل تمام اخلاقیات، تمام قوانین، تمام معاہدات کو پامال کرتے ہوئے اس درندگی کا مظاہرہ کر رہا ہے اور اس پر دنیا کی خاموشی بالخصوص عالم اسلام کے حکمرانوں پر سکوتِ مرگ طاری ہے۔ مجھے تو بغداد کی تباہی کا منظر نگاہوں کے سامنے آ گیا ہے، جب تاتاریوں کے ہاتھوں خلافتِ عباسیہ کا خاتمہ ہوا تھا، بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی تھی اور اس وقت بھی کم وبیش یہی صورتِ حال تھی، آج پھر "بغداد" کی تباہی کا منظر ہمارے سامنے ہے، اسرائیل اور اس کے پشت پناہ، آج وہ چادر جو انہوں نے اوڑھ رکھی تھی، مغرب نے، امریکا نے، یورپی یونین نے، عالمی طاقتوں نے، انسانی حقوق کی، بین الاقوامی معاہدات کی، انسانی اخلاقیات کی، وہ آج سب کی چادر اسرائیلی درندگی کے ہاتھوں تار تار ہو چکی ہے۔

لیکن اس سے زیادہ صورتحال پریشان کن، اضطراب انگیز یہ ہے کہ مسلم حکمران بھی اسی مصلحت کا، مصلحت نہیں بے غیرتی کا شکار ہو گئے ہیں۔ آج او آئی سی (اسلامی تعاون تنظیم) کو، عرب لیگ کو، مسلم حکمرانوں کو، جو کردار ادا کرنا چاہیے تھا وہ اس کے لیے مل بیٹھ کر سوچنے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں۔ اور امت مسلمہ، عالم اسلام سناٹے کے عالم میں اپنے حکمرانوں کو دیکھ رہی ہے کہ یہ ہمارے ہی حکمران ہیں، کون ہیں یہ؟

لے دے کے دینی حلقوں کی طرف سے دنیا بھر میں کچھ نہ کچھ آواز اٹھ رہی ہے، جو اس بات کی علامت ہے کہ ملتِ اسلامیہ بحیثیت ملتِ اسلامیہ اپنے حکمرانوں کے ساتھ نہیں، اپنی دینی قیادتوں کے ساتھ ہے جو کسی نہ کسی انداز میں اپنی آواز بلند کر رہے ہیں، اس آواز کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔

میں اس موقع پر دنیا بھر کے دینی حلقوں سے، علماء کرام سے، یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ آج کی صورتِ حال کو سمجھنے کے لیے تاتاریوں کی یلغار اور بغداد کی تباہی کا ایک دفعہ پھر مطالعہ کر لیں، کیا ہوا تھا؟ کس نے کیا کیا تھا؟ اور کون سے حلقے تھے جنہوں نے ملتِ اسلامیہ کی تباہی کی راہ ہموار کی تھی اور کون سے لوگ تھے جنہوں نے اس وقت ملتِ اسلامیہ کو سہارا دیا تھا؟ مجھے اس وقت کی دو بڑی شخصیتیں ذہن میں آ رہی ہیں:

(۱) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور (۲) شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام رحمہ اللہ تعالیٰ، دینی قیادت تھی، سامنے آئے تھے، امت کو سنبھالا تھا، مقابلہ کر سکے یا نہ کر سکے، امت کو سنبھالنا، امت کا حوصلہ قائم رکھنا اور اپنے مشن کے تسلسل کو قائم رکھنا، یہ تو بہرحال دینی قیادتوں کی ذمہ داری ہے، علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ حمیت کو باقی رکھیں، غیرت کو باقی رکھیں۔

تو میری پہلی درخواست تو علماء کرام سے ہے، کسی بھی مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہوں، کسی بھی فقہی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں، کسی بھی علاقے سے تعلق رکھتے ہوں کہ آج شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلامؒ کے کردار کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے اور یہی ہماری سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ ویسے تو فقہاء نے لکھا ہے کہ دنیا کے کسی بھی کونے میں مسلمان مظلوم ہوں، ذبح ہو رہے ہوں، تو دنیا بھر کے مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے، ہماری فقہی صورتِ حال تو یہ ہے، درجہ بدرجہ "علی الاقرب فالاقرب"، "الاول فالاول" لیکن بہرحال مجموعی طور پر ہم امتِ مسلمہ پر جہاد کی فرضیت کا اصول اس وقت لاگو نہیں ہوگا تو

کب لاگو ہوگا۔ لیکن بہر حال ہمیں اپنے اپنے دائرے میں امت مسلمہ کا حوصلہ قائم رکھنے کے لیے، بیدار رکھنے کے لیے، فکری تیاری کے لیے۔

اور دو تین محاذ ہمارے ہیں:

ایک تو یہ ہے کہ علماء کرام ہر علاقے میں، ہر طبقے میں، ہر دائرے میں اپنے کردار کو اپنے حوصلے کو قائم رکھتے ہوئے امت کا حوصلہ قائم رکھنے کی کوشش کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ آج ایک محاذ میڈیا وار کا بھی ہے، لابنگ کا بھی ہے، اس میں جو لوگ صلاحیت رکھتے ہیں ان کو کوتاہی نہیں کرنی چاہیے، اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

اور تیسرا محاذ بائیکاٹ کا ہے، اب تو یہ مرحلہ آ گیا ہے، اسرائیل نہیں، اس کے سرپرستوں کے معاشی بائیکاٹ کی بھی ضرورت پیش آ رہی ہے، اور یہ معاشی بائیکاٹ کوئی نئی چیز نہیں ہے، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں معاشی بائیکاٹ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ہوا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کیا ہے۔ شعب ابی طالب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوا تھا، غزوۂ خندق میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا اور اس کی مختلف مثالیں موجود ہیں۔

تو لابنگ کی جنگ، میڈیا کی جنگ، حوصلہ قائم رکھنے کی جنگ اور معاشی بائیکاٹ، اس میں جس قدر ہم زیادہ توجہ دے سکیں۔ کوئی لکھ سکتا ہے تو لکھے، بول سکتا ہے تو بولے، خرچ کر سکتا ہے تو خرچ کرے، کوئی لوگوں کے ساتھ رابطے کر سکتا ہے تو رابطے کرے۔ جو بھی کسی میں صلاحیت ہے، آج یہ وقت ہے، جو بھی کسی کے پاس موقع ہے، توفیق ہے، صلاحیت ہے، وہ اس کو اپنے فلسطینی بھائیوں کے لیے، فلسطین کی آزادی کے لیے، اسرائیلی درندگی کی مذمت کے لیے، اس میں رکاوٹ کے لیے، مسجد اقصیٰ بیت المقدس کی آزادی کے لیے، جو بھی کر سکتا ہے وہ کرے۔

ہمارے والد محترم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ ایک مثال دیا کرتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو ایک چڑیا چونچ میں پانی ڈالتی تھی، ایک پرندہ تھا، اس سے کسی نے پوچھا، تیرے پانی ڈالنے سے کیا ہو گا؟ اس نے کہا: ہوگا یا نہیں ہوگا، میری جتنی چونچ ہے اتنا پانی تو میں ڈالوں گی۔ یہ کم از کم کہ جو ہم کر سکتے ہیں وہ تو کریں، میں دیانت داری کے ساتھ (کہوں گا) کہ مجھے، سب کو اپنے اپنے ماحول کو دیکھنا چاہیے، اپنی اپنی توفیقات کو دیکھنا چاہیے اور جو کر سکتے ہیں اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے مظلوم فلسطینی بھائیوں پر رحم فرمائے، ہم پر رحم فرمائے۔ مولا کریم! فلسطین کی آزادی، غزہ کے مسلمانوں کی اسرائیلی درندگی سے گلوخلاصی، اسرائیل اور اس کے سرپرستوں کی بدمعاشی سے نجات دلانے کے لیے اللہ پاک ہمیں توفیق عطا فرمائیں اور خود مہربانی فرمائیں، فضل فرمائیں کہ اس مرحلے پر عالم اسلام کی، امت مسلمہ کی دستگیری فرمائیں، ان کو اس عذاب سے نجات دلائیں۔

اللھم صل علی سیدنا محمد ن النبی الامی وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

☆☆ .... ☆☆

فوت شدگان کے ساتھ احسان

اس کا طریقہ یہ ہے کہ مرنے والے کے اقرباء اور دوست احباب کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ اُن کے ساتھ احسان کرنا خود فوت شدہ کے ساتھ احسان کرنے کے مترادف ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک موقع پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہیں جا رہے تھے، آپ گدھے پر سوار تھے۔ راستے میں ایک آدمی ملا، آپ نے اس کو اپنا گدھا بھی دے دیا اور سر سے پگڑی اتار کر بھی دے دی۔ ساتھی نے کہا: حضرت! یہ آپ نے کیا کیا؟ ایک دیہاتی آدمی کو گدھا بھی دے دیا اور پگڑی بھی دے دی؟ آپؓ نے فرمایا کہ تمہیں پتہ نہیں، یہ شخص میرے والد حضرت عمرؓ کا دوست ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ مرنے والے کے دوست، احباب اور اس کے اقربا کے ساتھ احسان کرنا خود فوت شدہ کے ساتھ احسان کرنا ہے، مگر اب ایسی بات تو کم لوگ ہی کرتے ہیں۔

(حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی رحمہ اللہ)

اکابر علمائے کرام کے مواعظ ونصائح

جامعہ خیر المدارس ملتان میں سالانہ تقریب تکمیلِ صحیح بخاری شریف ۱۵ر جنوری ۲۰۲۵ء کو منعقد ہوئی، جس میں ممتاز اکابر علمائے کرام کے بیانات ہوئے، ’’ماہنامہ الخیر ملتان‘‘ کے شکریہ کے ساتھ یہ مواعظ ونصائح قارئین کی خدمت میں پیش کئے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

دوسری قسط

ضبط وترتیب: مولانا ابوعمار فیاض احمد عثمانی

نصائح:.... حضرت مولانا محمد ازہر صاحب زید مجدہم

(استاذ الحدیث جامعہ ومدیر ماہنامہ الخیر)

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی الہ واصحابہ الذین اَوْفَوا عَھْدَہٗ. اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: ’’مَنۡ یُّؤۡتَ الۡحِکۡمَۃَ فَقَدۡ اُوۡتِیَ خَیۡرًا کَثِیۡرًا وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ۔‘‘ (البقرہ:۲۶۹)

حضرت رئیس الجامعہ دامت برکاتہم، حضرات اساتذہ کرام، ملتان اور بیرونِ ملتان سے آنے والے مہمانان گرامی اور عزیز طلبہ! ہمارے اکابر اور اسلاف کی تاریخ ہمیں یاد ہونی چاہیے، جامعہ میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ اور اساتذہ کرام کے لیے ہمارے محسنین اس جامعہ کے بانیین کے حالات زندگی، ان کا طرزِ زندگی اور اُن کی سیرت کا جاننا اور اُس پر چلنا، ہم سب کے لیے باعث سعادت ہے۔

اگرچہ اسلاف کے حالات کتابوں میں موجود ہیں، لیکن انسانی فطرت یہ ہے کہ وہ اپنے معاصر علماء سے اور معاصر شخصیات سے زیادہ متاثر ہوتا ہے اور ان کی زندگیوں سے، اُن کی سیرت سے سبق حاصل کرتا ہے۔

بانی جامعہ خیر المدارس، ولی کامل استاذ العلما و استاذ المحدثین حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کا وصال ۱۹۷۰ء میں ہوا۔ مجھے اس مادر علمی میں علم حاصل کرنے کی سعادت ۱۹۷۵ء میں ملی، گویا حضرتؒ میری یہاں حاضری سے پانچ سے قبل ہی اس دنیا سے عالم آخرت کے سفر پر روانہ ہوچکے تھے۔ لیکن اُن کو دیکھنے والے اور اُن سے براہ راست استفادہ کرنے والے ہمارے ایسے اساتذہ اُس وقت موجود تھے جنہوں نے اُن کی پوری زندگی کا مطالعہ کیا اور اُن کے شب و روز ان کے سامنے تھے، بالخصوص حضرت الاستاذ علامہ محمد شریف کشمیریؒ، حضرت الاستاذ مولانا مفتی عبدالستارؒ، حضرت الاستاذ مولانا محمد صدیقؒ، حضرت الاستاذ قاری رحیم بخشؒ یہ تمام حضرات اس وقت موجود تھے، ان حضرات کی زبانی حضرتؒ کی سیرت کے واقعات اور اُن کی زندگی کی جھلکیاں ہم نے ان حضرات سے براہ راست سنیں تو اُن کی چند باتیں میں آپ حضرات کے سامنے عرض کردیتا ہوں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: حضرت بانیٔ جامعہ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے جو دیگر علمی کمالات ہیں کہ وہ اونچے درجے کے محدث تھے، فقیہ تھے، مفسر تھے، ولیٔ کامل تھے، وہ تو تھے ہی لیکن اُن کی زندگی کا جو نمایاں پہلو ہے، وہ وہی ہے جو ہمارے اکابر دیوبندؒ کا رہا ہے، یعنی اتباعِ سنت اور اتباعِ شریعت۔ یہ حضرتؒ کی زندگی کا وہ اہم پہلو ہے جو ہم سب کے لیے سبق ہے اور ہم سب کے لیے اُس میں راہنمائی موجود ہے، تو اُن میں سے چند باتیں میں آپ حضرات کے سامنے عرض کردیتا ہوں، ان واقعات سے حضرتؒ کی زندگی کا ایک پہلو ہمارے سامنے آجائے گا۔

حضرتؒ کی پوری زندگی اتباعِ سنت اور اتباعِ شریعت میں ڈھلی ہوئی تھی۔ حضرتؒ کی گفتار، رفتار، اندازِ تدریس وغیرہ۔

ہمارے ملتان میں ایک مصنف گزرے ہیں منشی عبدالرحمٰن مرحوم، ابھی پاکستان نہیں بنا تھا کہ حضرت جالندھریؒ ایک مقدمے کے سلسلے میں ملتان تشریف لائے۔ تین دن تک منشی صاحبؒ کے گھر قیام فرمایا، منشی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ میں نے ان تین دنوں میں حضرتؒ کے حالات و معمولات کو غور سے دیکھا تو مجھے ان تین دنوں میں حضرتؒ کا کوئی بھی عمل سنت کے خلاف نظر نہیں آیا۔ حضرتؒ کی زندگی سنت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی، فرمایا کہ کم بولنا، کم کھانا، کم

سونا، ہر آنے والے سے متواضع ہوکر ملنا، مؤدبانہ ملنا، یہ سب معمولات جس طرح جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے، تقریباً بالکل اسی طرح حضرتؒ کے بھی یہی معمولات تھے۔ حضرتؒ کی زندگی میں کسی قسم کا کوئی تکلف نہیں تھا، سنت کے مطابق زندگی تھی۔

میرے برادرِ مکرم حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب ہی نے مجھے بتایا کہ یہ ایک فقہی مسئلہ ہے کہ کوئی شخص مسجد میں اپنے لیے کوئی خاص جگہ متعین نہ کرے، مفتی صاحبؒ فرماتے تھے کہ اس سنت کا بھی حضرتؒ اہتمام فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرتؒ نماز کے اندر بھی پہلی صف میں دائیں جانب ہوتے تھے، کبھی بائیں جانب ہوتے تھے اور کبھی کبھی پہلی صف کے بجائے دوسری صف میں ہوتے تھے، کوئی خاص جگہ متعین نہ تھی، بلکہ سنت کے مطابق جہاں بھی جگہ مل جاتی وہیں نماز پڑھ لیتے۔ یہ حقیقت میں اتباعِ سنت کا ایک رخ ہے۔

آپ حضرات جانتے ہیں کہ ہمارے اکابر حضرات علمائے دیوبند کا ایک خاص اختصاص یہ ہے کہ انہوں نے برصغیر کے اندر ردِبدعات پر بھی بہت کام کیا ہے اور لوگوں کو سنت کی طرف بلایا۔

حضرتؒ نے ایک مرتبہ بیان میں خود فرمایا کہ ملتان میں حضرت بہاؤالدین زکریاؒ کے دربار کے سجادہ نشین مخدوم مرید حسین قریشی مرحوم نے سیلاب کے خطرے کے موقع پر اعلان کر دیا کہ کل حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ نفل نماز پڑھائیں گے اور دعا کروائیں گے، اس کی اطلاع حضرتؒ کو نہیں کی۔ کسی نہ کسی طرح سے یہ خبر حضرتؒ کو بھی پہنچی اور دیگر علمائے کرام کو بھی پہنچی تو سب نے یہی کہا کہ نفل نماز کی جماعت فقہ حنفی کے مطابق صحیح نہیں ہے تو امید ہے کہ حضرتؒ شرکت نہیں فرمائیں گے۔ لیکن حضرتؒ نے فرمایا کہ اب چونکہ مخدوم صاحب نے اعلان کر دیا ہے اور اگر میں نہ جاؤں تو اس سے اُن کی سبکی ہوگی، لہٰذا میں ضرور جاؤں گا۔ باقی یہ میرا عمل ہے کہ وہاں امامت کرواؤں یا نہ کرواؤں۔ چنانچہ مخدوم صاحب نے اگلے دن جب حضرتؒ کے لیے گاڑی بھیجی اور آپ وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر آپؒ نے مخدوم صاحب سے فرمایا کہ مجھے آپ سے تنہائی میں ایک بات کرنی ہے تو مخدوم صاحب علیحدگی میں بیٹھ گئے۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ آپ نے مجھے اطلاع کیے بغیر اور میری اجازت کے بغیر یہ اعلان کر دیا کہ وہ آ کر نماز پڑھائیں گے، یہ اعلان ٹھیک نہیں ہے تو مخدوم صاحب نے اعتراف کیا کہ یہ واقعی مجھ سے غلطی ہوگئی ہے لیکن چونکہ میں یہ اعلان کر چکا ہوں، اب اگر آپ نماز نہیں پڑھائیں گے اور بیان نہیں کریں گے تو اس میں میری سبکی ہوگی، لہٰذا آپ ضرور کچھ خطاب بھی فرمائیں اور نماز کی امامت بھی فرمائیں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ نماز کی جماعت کی امامت کروانا میرا اپنا عمل ہے، آپ اعلان کر دیں، میں بیان کر دوں گا۔

اب ہزاروں کا مجمع تھا، حضرت مولانا خیر محمد نے خطبہ پڑھا اور یہ آیت کریمہ پڑھی: ’’یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ، وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ۔ (الآیۃ)

(البقرۃ:۱۵۴،۱۵۳)

اللہ کے راستے میں جو شہید ہو جائیں اُن کو مردہ نہ کہو، اس کے بعد فرمایا: انسان کے دو دشمن ہیں۔ ایک ظاہری دشمن ہے جو کفار ہیں اور دو باطنی دشمن ہیں جو نفس اور شیطان ہیں۔ فرمایا کہ جو ظاہری دشمن کے ساتھ جہاد کرے اور اُس کے ہاتھوں وہ مارا جائے تو اُس کے بارے میں قرآن نے کہا کہ اسے مردہ نہ کہو۔ تو کفار ظاہری دشمن ہیں، جب کہ نفس اور شیطان باطنی دشمن ہیں اور یہ اس ظاہری دشمن کے مقابلے میں بڑے دشمن ہیں تو جو چھوٹے دشمن سے مقابلے میں مارا جائے تو قرآن کہتا ہے کہ اسے مردہ نہ کہو تو جو بڑا اور خفیہ دشمن ہے، یعنی نفس اور شیطان، تو جو ان بڑے دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہوئے اور جہاد کرتے ہوئے، اس دنیا سے رخصت ہو جائے تو حکماً وہ بھی شہید کے درجے میں ہے، بلکہ اس کا درجہ (کفار سے مقابلے میں مرنے والے) سے زیادہ بڑا ہے، تو جب کفار سے لڑکر مرنے والوں کو مردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے تو نفس و شیطان سے ساری زندگی لڑنے والوں کو بھی مردہ نہ کہا جائے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ یہ جو ہمارے اکابر تھے، حضرت بہاؤالدین زکریاؒ اور دیگر حضرات، یہ شریعت پر عامل تھے، ان کی زندگی میں ان کے سامنے اگر کوئی شریعت کے خلاف بات کی جاتی تو ان کو تکلیف ہوتی تھی، ہمارے نزدیک یہ قبر میں زندہ ہیں، اگر برزخ کا پردہ نہ ہوتا اور اللہ کی طرف سے کوئی ممانعت نہ ہوتی تو ان کے مزارات پر یہ جو بدعات کی

جاتی ہیں اور خلاف شریعت جو کام کیے جاتے ہیں تو یہ حضرات قبر سے نکل کر ہمیں تھپڑ مارتے اور کہتے کہ "یہ شریعت کے خلاف ہے" اور ہم سے ناراض ہوتے۔

اس کے بعد حضرتؒ نے فرمایا کہ نفل نماز کی جماعت شرعاً جائز نہیں ہے، یہ بزرگ بھی ہمارے اس عمل سے ناراض ہوں گے، لہٰذا تمام لوگ انفرادی طور پر اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر دو دو رکعت نماز پڑھ لیں، اُس کے بعد اجتماعی دعا ہوگی۔

اس طرح حضرتؒ نے ایک ایسے موقع پر کہ جس سے بدعت کی ترویج ہونی تھی اور ایک غلط روایت چل نکلنی تھی، اپنی دانشمندانہ حکمت عملی کے ذریعے سب کو بچالیا۔ یہ جو تیسرے دن "قل خوانی یا قرآن خوانی کی جاتی ہے، ایک رئیس نے حضرت جیؒ کو بھی اس میں شرکت کی دعوت دے دی، دوسرے حضرات کو بھی دعوت دی، باقی حضراتؒ نے تو بدعت ہونے کی وجہ سے شرکت سے معذرت کر لی، مگر حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ نے فرمایا کہ میں جاؤں گا۔ چنانچہ وہاں جا کر حضرت نے فرمایا کہ میں کچھ بیان کروں گا کہ آپ نے مجھے شرکت کا موقع دیا۔ الغرض آپ نے وہاں آدھا گھنٹہ بیان فرمایا اور اُس میں ایصال ثواب کے مسئلے کو، اس کی فضیلت اور آداب کو خوب بیان فرمایا۔ بیان کے بعد وہ رئیس صاحب کھڑے ہوئے اور کہا کہ بس حضرت کے بیان کے بعد اب "ختم" ہو چکا ہے اور یہ کھانا "مساکین" میں تقسیم کر دیا جائے، کسی قسم کی کوئی بدعت نہیں کی جائے گی۔

وہ پہلا واقعہ جو میں نے بیان کیا تو اُس میں ایک بات رہ گئی تھی کہ واپسی پر جو لوگ چھوڑنے آئے انہوں نے بتایا کہ مخدوم صاحب نے اپنی نجی مجلس میں کہا ہے کہ دیوبندی اور بریلوی مولویوں میں یہ فرق ہے کہ "دیوبندی مولوی کو کسی بھی قیمت پر خریدا نہیں جاسکتا اور بریلویوں کے بارے میں کہا کہ اُن سے تو اگر ایک ٹکے میں بھی کوئی بات منوانا چاہے تو منوا سکتا ہے۔"

الحمدللہ! اللہ جل شانہ نے ہمیں ایسے اساتذہ اور اکابر عطا فرمائے کہ جن کی زندگی کا ایک ایک عمل سنت کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔

ہمیں رات ہی مدیر جامعہ حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری زیدمجدہم نے تاکیداً فرمایا کہ حضرت دادا جانؒ کی زندگی کا یہ پہلو ضرور ذکر کیا جائے کہ اُن کی اپنی زندگی بھی سنت کے پیمانے میں ڈھلی ہوئی تھی اور آپ ہمیشہ اپنے جامعہ کے اساتذہ اور طلبہ سے بھی یہی پسند فرماتے تھے کہ وہ بھی سنت کے مطابق زندگی گزاریں۔

ہمارے استاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیقؒ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرتؒ نے ایک عالم مدرس کو اپنے مدرسہ میں تدریس کے لیے بلایا تاکہ بات چیت کریں، اس دوران میں ان استاذ صاحب نے حضرتؒ کی موجودگی میں اپنے بائیں ہاتھ سے پانی کا گلاس اٹھایا اور بائیں ہاتھ ہی سے پانی پینے لگے، تو حضرتؒ نے اُن کی علمی قابلیت کے باوجود اُن کو اپنے مدرسے میں استاذ نہ رکھا، کیونکہ اُنہوں نے خلافِ سنت پانی پیا تھا۔

خلاصہ یہ کہ: جس طرح حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ سنت پر عمل کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اُن کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین۔

خطاب:.... شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف صاحب جالندھری زیدمجدہم

یہ تھے جامعہ خیر المدارس کے استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد ازہر صاحب دامت برکاتہم العالیہ، جو ہمارے جد امجد استاذ العلماء بانئ جامعہ خیر المدارس حضرت مولانا خیر محمد جالندھری صاحبؒ کی حیات خیر پر روشنی ڈال رہے تھے، حضرت مولانا نے فرمایا کہ اس ادارہ خیر المدارس کے بانی حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ شریعت اور سنت کے پابند تھے۔ یہ انہی کا اخلاص اور تقویٰ ہی ہے کہ آج یہ گلشن خیر آباد ہے اور اس کا فیض پوری دنیا میں پھیل رہا ہے اور مسلسل پہنچ رہا ہے۔

یہ آج اس کا ۹۷ واں اجتماع ہے۔ یعنی اس ادارے کو بنے ہوئے ۹۷ سال ہو گئے ہیں اور یہ اپنے علمی سفر کا اتنا طویل زمانہ جو کامیابی کے ساتھ پورا کر رہا ہے اور آگے بھی بڑھ رہا ہے، یہ اس ادارے کی بانی حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے اخلاص ہی کا نتیجہ ہے۔ میں بھی اپنے جدِ امجدؒ کے دو واقعات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے وہ مقبول بندے جو شریعت اور سنت کا اتباع کرتے ہیں تو پھر اللہ کیسے اُن کی حفاظت فرماتے ہیں اور کیسے اُن کو نوازتے ہیں۔ بعض بندے اللہ تعالیٰ کے "طالب"

ہوتے ہیں اور بعض بندوں کو اللہ تعالیٰ اپنا محبوب ومطلوب بنالیتا ہے۔

پہلا واقعہ:

ہمارے جدِ امجد حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ گرمیوں کے کچھ ایام ایبٹ آباد میں گزارا کرتے تھے، وہاں حضرتؒ کے بہت سے مریدین اور شاگرد تھے، جن کے پاس آپ ٹھہرا کرتے تھے، ایک مرتبہ وہاں طبیعت ناساز ہوگئی اور ہسپتال میں داخل ہو گئے۔ حضرتؒ کے میزبان ایبٹ آباد کے ایک ماہر ڈاکٹر کو کئی دن کی بھاگ دوڑ اور کوشش کے بعد لے آئے تا کہ ہمارے شیخ کی بیماری کی تشخیص کریں اور علاج کریں۔ وہ ڈاکٹر اُس ہسپتال میں آنے پر تیار نہیں تھے، انہوں نے منت سماجت کی اور کوشش کر کے لے آئے، تو جب اُس ڈاکٹر نے نبض چیک کرنے کے لیے ہاتھ پکڑنا چاہا تو دادا جانؒ نے ہاتھ پیچھے کرلیا، اُس نے دوبارہ پکڑا تو پیچھے کرلیا، پھر تیسری بار پکڑا تو پھر پیچھے کرلیا، بہر حال اُس ڈاکٹر نے کچھ سوالات کیے تو دادا جانؒ نے بے رخی کے ساتھ اُن کے جوابات دیئے۔ جب وہ ڈاکٹر چلا گیا تو میزبان نے عرض کیا کہ حضرت! یہ ڈاکٹر بڑا ہی مصروف ہے، وقت نہیں دیتا، میں بڑی مشکل سے اس کی منتیں کر کے لایا ہوں، وہ ایک ماہر ڈاکٹر ہے، آپ نے تو اُس کی بات ہی نہیں سنی، اُس کی طرف دھیان ہی نہیں دیا اور اُس کو صحیح طریقے سے اپنی کیفیت ہی نہیں بتائی اور اُس کو اپنی نبض بھی نہیں دکھائی، کیا وجہ ہے! تو دادا جانؒ نے جو جواب دیا، آپ ذرا غور سے سنیں: عزیز طلبہ اور مہمانانِ گرامی! فرمایا کہ مجھے یہ ڈاکٹر مرزائی اور قادیانی لگتا ہے، جس وقت وہ آیا تو مجھے محسوس ہوا کہ یہ مسلمان نہیں ہے، اس لیے میں نے اپنا بازو پیچھے کرلیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت! یہ تو ایبٹ آباد کا بڑا ہی مشہور اور ماہر ڈاکٹر ہے، سب اس کو جانتے ہیں اور سب مسلمان بھی اس کے پاس علاج کے لیے جاتے ہیں اور اس سے علاج کرواتے ہیں، ہم نے تو آج تک نہیں سنا کہ یہ قادیانی اور مرزائی ہے، آپ نے یہ کیسے فرمادیا کہ یہ قادیانی اور مرزائی ہے؟

فرمایا کہ اس کی تحقیق کرلو، وہ مسلمان نہیں ہے۔ تو وہ میزبان مکرم کہتے ہیں کہ جب ہم نے اس کی تحقیق شروع کی اور اُس کے آبائی گاؤں اور خاندان تک پہنچے اور تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ واقعی وہ قادیانی اور مرزائی ہے۔ یہ ہوتے ہیں اللہ والے، جن کو ''کشف'' ہوجاتا ہے۔

دوسرا واقعہ:

ایک مرتبہ آپؒ نشتر ہسپتال ملتان میں زیر علاج تھے، آپؒ کے تعلق والے آنکھوں کے ماہر ڈاکٹر جو لاہور رہتے تھے (ڈاکٹر منیر صاحب) وہ بھی ایک دن بیمار پرسی کے لیے نشتر ہسپتال تشریف لائے۔ نشتر کے ڈاکٹروں سے علاج کے بارے میں پوچھ گچھ کی تو انہوں نے بتایا کہ علاج تو ٹھیک ہو رہا ہے مگر مسئلہ یہ ہے کہ ہم جو دوائی دیتے ہیں تو آپ قے کر دیتے ہیں، دوائی ہضم نہیں ہو رہی، تو جب تک دوائی ہضم نہیں ہوگی تو علاج کیسے ہوگا اور صحت کیسے آئے گی! ڈاکٹر منیر صاحب نے مجوزہ نسخہ چیک کیا تو اُس میں دوائی تبدیل کر دی اور کہا کہ اب یہ دوائی دو، میں کل پھر چیک کروں گا۔ اگلے دن آئے اور طبیعت پوچھی تو ڈاکٹروں نے کہا کہ آپ کی تجویز کردہ دوائی سے قے بند ہوگئی ہے تاہم انہوں نے پوچھا کہ جو دوائی ہم دے رہے تھے، وہ آپ کی تجویز کردہ دوائی سے زیادہ مہنگی اور قیمتی تھی، اُس سے افاقہ نہیں ہو رہا تھا، معدہ قبول نہیں کر رہا تھا اور جو دوائی آپ نے تجویز کی وہ اُس سے کم درجے کی ہے، پھر بھی ایسا کیوں ہوا کہ آپ کی دی ہوئی دوائی ان کو ہضم ہو رہی ہے اور ہماری قیمتی دوائی ہضم کیوں نہیں ہو رہی تھی؟ تو ڈاکٹر منیر صاحب نے فرمایا کہ جو دوائی تم دے رہے تھے، اُس میں ''الکوحل'' تھا تو حرام چیز ملی ہوئی تھی، اس لیے حضرتؒ کا معدہ اسے قبول نہیں کر رہا تھا بلکہ واپس کر دیتا اور جو دوائی میں نے تجویز کی ہے وہ الکوحل سے پاک ہے، اس میں حرام کی آمیزش نہیں ہے، اس لیے اس کو حضرتؒ کے معدے نے قبول کرلیا ہے۔ سبحان اللہ!

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب اور مقبول بندوں کی حرام سے اس طرح حفاظت فرماتے ہیں۔

اُس عظیم ہستی نے اس خیرالمدارس کی بنیاد رکھی۔ میرے اور آپ کے لیے اس میں سبق اور پیغام یہ ہے کہ ہم بھی اپنی زندگی کو شریعت کے مطابق بنائیں اور سنت کے مطابق بنائیں۔ اگر ہم شریعت اور سنت پر عمل کرنے والے ہوں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سے راضی ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ہماری بھی حفاظت فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ ہمیں حرام دوائیوں سے بھی بچالیں گے، ناجائز چیزوں کے کھانے اور پینے سے بھی بچالیں گے اور کسی غیر مسلم اور کافر کو ہمارے جسم پر ہاتھ لگانے سے بھی محفوظ فرمادیں گے۔

سنت کس کو کہتے ہیں؟ (سنت اور بدعت میں فرق):

عارف باللہ حضرت حکیم اختر صاحب نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں: سنت نام ہے ''سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت حضور کی پسند کے مطابق یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہو حضور کی پسند کے مطابق اور اگر حضور سے محبت ہو اپنی پسند کے مطابق، تو یہ بدعت ہے۔ محبت تو سرکار سے کر رہا ہے مگر اپنی پسند کے مطابق، تو یہ بدعت کہلائے گی اور اگر حضور سے محبت کر رہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسند کے مطابق، تو یہ سنت عمل کہلائے گا۔

مثال کے طور پر: سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں تین یا چار رکعات والی نماز کے پہلے تشہد میں درود شریف پڑھ لے، اب درود تو پڑھ رہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں اس کو تو تیسری رکعت کے لیے بغیر درود پڑھے کھڑا ہونا تھا، مگر اس نے (اس سنت کے خلاف) التحیات کے بعد درود پڑھنا شروع کر دیا، تو آپ سب جانتے ہیں کہ اس پر سجدہ سہو واجب ہو جائے گا۔ حالانکہ اس نے درود تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں پڑھا ہے، مگر یہ محبت نہیں ہوگی، اس کو ''سنت'' نہیں کہا جائے گا۔

اب اذان ہے، اس کے شروع میں اگر درود پاک اور درمیان میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں کوئی اضافہ شامل کر لے گا تو بتاؤ! یہ سنت کہلائے گا یا بدعت کہلائے گا؟ یہ بدعت ہی کہلائے گا، کیونکہ یہ وہ اذان نہیں ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھائی تھی۔ تو اس لیے اس بات کا اہتمام کریں کہ اپنی زندگی ''سنت'' کے مطابق گزاریں۔

تین لفظ یاد رکھیں کہ سنت اتنی مبارک چیز ہے کہ اگر آپ نے اپنی زندگی کا کوئی بھی کام سنت کے مطابق کیا تو اگر وہ عادت تھا تو عبادت بن جائے گا، وہ دنیا کا ہو تو دین بن جائے گا اور اگر طبیعت کا تقاضا ہو تو شریعت بن جائے گا۔ (سبحان اللہ!)

یہ تین لفظ سب کے سب لوگ میرے ساتھ زبان سے کہو، یہ جلسہ دین سمجھنے ہی کے لیے ہے، سب بولو: اے اللہ! جو جو بولے، اُسے سنت کا عاشق بنا دے، اسے مدینہ منورہ دکھا دے، (1) سنت پر عمل کرنے سے عادت والا کام عبادت بن جاتا ہے۔ (۲) دُنیا والا کام دین بن جاتا ہے۔ (۳) طبیعت کا تقاضا شریعت بن جاتا ہے۔

مثال: کھانا کھاتے ہو! اپنی عادت اور طبیعت کا تقاضا ہے لیکن اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق کھانا کھاؤ گے، ہاتھ دھو کر بیٹھ کر، بسم اللہ پڑھ کر، دائیں ہاتھ سے تو اب یہ کھانا دنیا نہیں بلکہ دین بن جائے گا، عادت نہیں بلکہ عبادت بن جائے گا اور طبیعت نہیں بلکہ شریعت بن جائے گا۔ اس کھانے پر بھی ثواب ملے گا، اس لیے کہ اس کھانے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت آ گئی۔

آپ حضرات دور دراز سے تشریف لائے اور لا رہے ہیں۔ میں شکر گزار ہوں اپنے تمام اساتذہ کرام کا اور تمام کارکنان کا کہ جنہوں نے بروقت اس جلسے کا آغاز کروایا۔ آپ اطمینان کے ساتھ تشریف رکھیں، جامعہ کے اساتذہ جو بیان فرمائیں گے وہ بہت قیمتی ہوں گے۔.... (جاری ہے)

کیچ تربت میں جماعتی سرگرمیاں

کیچ تربت رمضان المبارک کے دوسرے عشرے میں علماء کرام کے مشاورت سے ختم نبوت کورسز رکھنے پر اجلاس ہوا۔ چونکہ پورے سال کے مقابلے میں رمضان المبارک میں وعظ و نصیحت سننے کا رجحان زیادہ ہوتا ہے کیوں نہ اس سے فائدہ اٹھا کر آخری عشرہ میں مختلف مساجد میں ختم نبوت کے حوالے سے بیانات کئے جائیں، پھر آپس کے مشورے اور نگران ختم نبوت مکران مولانا احمد شاہ صاحب کی تائید سے کچھ کورسز ترتیب دیئے گئے۔ جس میں ختم نبوت کی تعریف، اس کی اہمیت، قرآن و حدیث اور اجماع صحابہ کرامؓ سے اس کا ثبوت۔ قادیانیوں کی طرف سے کئے گئے مختلف اعتراضات اور ان کے جوابات۔ آخر میں قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ پر جمہور علماء کرام کا موقف۔ یہ کورس اکثر کی بڑی مساجد و مدارس میں منعقد ہوئے۔ جن کی کل تعداد بارہ تھی۔ کورس کا دورانیہ ہر مسجد میں ایک گھنٹے سے زیادہ نہ رہا۔ الحمد للہ! اس کورس سے عوام الناس کو بہت فائدہ ہوا۔ ہم اپنے ان تمام علماء کرام کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اپنی مساجد میں نہ صرف ہمیں بیان کی اجازت دی بلکہ کورس میں شریک ہو کر ہماری حوصلہ افزائی کر کے اپنا حصہ بھی اس عظیم خدمت میں شامل کیا۔ خاص طور پر مفتی مراد صاحب جان، مولانا احمد صاحب اور مفتی عبدالکبیر صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنہوں نے ہماری خوب حوصلہ افزائی کے ساتھ آئندہ کے لیے بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

حجِ فرض کی ادائیگی میں تاخیر نہ کیجئے

مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ

حج ارکان اسلام میں پانچواں رکن ہے اور یہ صاحبِ استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض ہے جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے: ”وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ۔“ (آل عمران: ۹۷)...... اور اللہ جل شانہ کے...... خوش کرنے کے واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان...... بیت اللہ...... کا حج...... اس شخص کے ذمہ...... فرض ہے جو وہاں جانے کی استطاعت رکھتا ہو اور جو منکر ہو تو...... اللہ تعالیٰ کا کیا نقصان ہے؟...... اللہ تعالیٰ تمام جہان سے غنی ہے...... اس کو کیا پرواہ ہے؟

اس آیت شریفہ میں چند باتوں کی طرف بطور خاص توجہ دلائی گئی۔ ایک یہ کہ حج فرض ہے، دوم یہ کہ حج صاحبِ استطاعت پر فرض ہے، سوم یہ کہ حج کرنے پر رضائے الٰہی مرتب ہوتی ہے، چہارم یہ کہ حج نہ کرنے والے کو منکر و کافر کہا گیا، پنجم یہ کہ ایسے منکروں سے اللہ تعالیٰ نے اپنی بیزاری کا اعلان کیا ہے۔

چنانچہ ان مضامین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف ارشادات میں واضح کرتے ہوئے فرمایا، مثلاً:

۱:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار خطبہ دیا اور فرمایا: ”لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے پس حج کیا کرو، اس پر ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہر سال کا حج فرض ہے؟ اس شخص نے تین بار یہ سوال دہرایا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خاموش رہے، پھر فرمایا: اگر میں یہ کہہ دیتا کہ ہر سال کا حج فرض ہے تو تم پر ہر سال کا حج فرض ہو جاتا اور تم اس کی بجاآوری کی استطاعت نہ رکھتے، پھر فرمایا: تم اس کو چھوڑ دیا کرو جس کو میں بیان نہ کیا کروں، کیونکہ تم سے پہلے لوگ اسی کثرت سوال اور انبیاء کرام سے اختلاف کی بنا پر ہلاک ہوئے تھے۔“ (مشکوٰۃ کتاب الحج، ص:۲۲۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حج فرض ہے، مگر زندگی میں ایک بار ہی فرض ہے۔

۲:...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص کے پاس اتنا خرچ ہو اور سواری کا انتظام ہو کہ بیت اللہ شریف جاسکے اور پھر حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں اس بات میں کہ وہ یہودی ہو کر مرجائے یا نصرانی ہو کر۔“

(مشکوٰۃ کتاب الحج، ص:۲۲۲)

۳:...... حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جس شخص کے لئے کوئی واقعی مجبوری حج سے مانع نہ ہو، ظالم بادشاہ کی طرف سے روک نہ ہو یا ایسا شدید مرض نہ ہو جو حج سے روک دے، پھر وہ بغیر حج کئے مرجائے تو اس کو اختیار ہے کہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔“ (مشکوٰۃ، ص:۲۲۲)

گویا جیسے یہودی اور نصرانی اپنے دین و مذہب سے ناآشنا ہیں اور ان کو یہ معلوم نہیں کہ ان کی کتابوں میں ان کے لئے کیا کیا احکام و فرائض ہیں، ایسے ہی یہ شخص بھی باوجود اس کے کہ قرآن و سنت میں حج کی شدید تاکید اور نہ کرنے پر وعید ہے مگر پھر بھی حج نہیں کرتا تو گویا یہ بھی یہودی و نصرانی کے مشابہ ہے، اس لئے حکم ہے کہ حج میں جلدی کرنی چاہئے۔

نہیں معلوم کہ پھر موقع ملے یا نہ ملے؟ یا آئندہ کے حالات کیسے ہوں؟ چنانچہ حضرت سعید بن جبیرؒ فرمایا کرتے تھے کہ ”اگر کوئی میرا مال دار پڑوسی مرجائے اور اس نے باوجود استطاعت کے حج نہ کیا ہو، تو میں اس کا جنازہ نہیں پڑھوں گا۔“ (درمنثور، ج:۲، ص:۷)

۴:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اللہ کے لئے حج کرے، اس طرح کہ اس میں نہ رفث ہو...... یعنی فحش بات...... اور نہ فسق ہو...... یعنی حکم عدولی...... وہ حج سے ایسا واپس ہوتا ہے جیسا اس دن تھا، جس

دن ماں کے پیٹ سے نکلا تھا۔‘‘

(مشکوٰۃ: کتاب المناسک، ص:۲۲۱)

یعنی جس شخص نے محض رضائے الٰہی کے لئے حج کیا اور اس نے اپنی زبان، کان، ناک اور آنکھ اور ہاتھ پاؤں وغیرہ تمام اعضاء کو معصیت و گناہوں سے روکے رکھا، وہ گناہوں سے ایسے پاک صاف ہو کر حج سے واپس آئے گا جیسے بچہ پیدائش کے دن گناہوں سے پاک و صاف ہوتا ہے۔

۵:...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’نیکی والے حج یعنی حج مقبول کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔‘‘ (مشکوٰۃ ص:۲۲۱)

۶:...... حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’جب حاجی لبیک کہتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے دائیں، بائیں جو پتھر، درخت اور ڈھیلے وغیرہ ہوتے ہیں، وہ بھی لبیک کہتے ہیں اسی طرح یہ سلسلہ زمین کے منتہاء تک چلتا ہے۔‘‘ (مشکوٰۃ ص:۲۲۳)

۷:...... حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ’’میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منیٰ کی مسجد میں حاضر تھا، اتنے میں دو شخص ایک انصاری اور ایک ثقفی حاضر خدمت ہوئے اور سلام کے بعد عرض کیا حضور! ہم کچھ دریافت کرنا چاہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا دل چاہے تو تم دریافت کرلو اور تم کہو تو میں بتاؤں کہ تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا آپ ہی ارشاد فرمادیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حج کے متعلق دریافت کرنے آئے ہو کہ حج کے ارادہ سے گھر سے نکلنے کا کیا ثواب ہے اور طواف کے بعد دو رکعت پڑھنے کا کیا فائدہ اور صفا مروہ کے درمیان دوڑنے کا کیا ثواب ہے اور عرفات میں ٹھہرنے اور شیطانوں کے کنکریاں مارنے کا اور قربانی کرنے اور طواف زیارت کرنے کا کیا ثواب ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اس پاک ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے، یہی سوالات ہمارے ذہن میں تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج کا ارادہ کر کے گھر سے نکلنے کے بعد تمہاری (سواری) اونٹنی جو ایک قدم رکھتی ہے، یا اٹھتی ہے وہ تمہارے اعمال میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور طواف کے بعد دو رکعتوں کا ثواب ایسا ہے جیسا ایک عربی غلام کو آزاد کیا ہو اور صفا مروہ کے درمیان سعی کا ثواب ستر غلاموں کو آزاد کرانے کے برابر ہے، اور عرفات کے میدان میں جب لوگ جمع ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ دنیا کے آسمان پر اتر کر فرشتوں سے فخر کے طور پر فرماتے ہیں کہ میرے بندے دور دور سے پراگندا بال آئے ہوئے ہیں میری رحمت کے امیدوار ہیں، اگر تم لوگوں کے گناہ ریت کے ذرّوں کے برابر ہوں یا بارش کے قطروں کے برابر ہوں یا سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں تب بھی میں نے معاف کردیئے، میرے بندو! جاؤ بخشے بخشائے چلے جاؤ، تمہارے بھی گناہ معاف ہیں اور جن کی تم سفارش کرو ان کے بھی گناہ معاف ہیں۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان کے کنکریاں مارنے کا صلہ یہ ہے کہ ہر کنکری کے بدلہ ایک بڑا گناہ جو ہلاک کردینے والا ہو معاف ہوتا ہے، اور قربانی کا بدلہ اللہ کے ہاں تمہارے لئے ذخیرہ ہے اور احرام کھولنے کے وقت سر منڈانے میں ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے، اس سب کے بعد جب آدمی طواف زیارت کرتا ہے تو ایسے حال میں طواف کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا اور ایک فرشتہ مونڈھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہتا ہے کہ آئندہ از سر نو اعمال کر، تیرے پچھلے سب گناہ تو معاف ہو چکے۔‘‘ (ترغیب)

خلاصہ یہ کہ حج بلاشبہ فرائض اسلامی میں سے ایک رکن ہے اور زندگی میں ایک بار ہی فرض ہے، مگر اس سے پہلو تہی کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا موجب اور وبال کا باعث ہے اور اس کی بجا آوری دنیا آخرت کی کامیابی اور کامرانی کا سبب اور ذریعہ ہے، جو شخص اللہ کی رضا کے لئے حج کرتا ہے اور بار بار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے نہ صرف گناہ معاف فرماتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو روزگار اور معیشت کی تنگی سے بھی نجات نصیب فرمائیں گے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’مسلسل حج و عمرہ کیا کرو اس لئے کہ حج و عمرہ انسان کو فقر اور گناہوں سے ایسے پاک صاف کردیتا ہے، جیسے بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کو کھوٹ سے پاک صاف کردیتی ہے۔‘‘ (مشکوٰۃ ص:۲۲۲)

اس کے علاوہ اگر کسی بندۂ خدا نے فرائض، واجبات، سنن و آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے حج کیا تو نہ صرف یہ اس کی نجات کا ذریعہ ثابت ہوگا بلکہ ایسے حاجی کو یہ اعزاز بھی میسر ہوگا کہ وہ اپنی مرضی سے چار سو افراد کی شفاعت کرسکے گا اور اس کی شفاعت سے چار سو گناہ گار جنت میں جانے کے مستحق ہوجائیں گے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

۸:......حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:"حاجی کی سفارش چار سو گھرانوں میں مقبول ہوتی ہے، یا یہ فرمایا کہ اس کے گھرانے کے چار سو آدمیوں کے بارہ میں قبول ہوتی ہے......راوی کو شک ہوگیا کہ کیا الفاظ فرمائے تھے؟" (الترغیب والترہیب ص:۱۶۶،ج:۲)

اس لئے ہر مسلمان صاحب استطاعت پر لازم ہے کہ حج کی ادائیگی میں تاخیر نہ کرے اور اس بات سے نہ گھبرائے کہ اگر میں نے اپنی جمع پونجی سے حج کرلیا تو میں غریب و قلاش ہو جاؤں گا بلکہ اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی، اپنے گھر والوں، خاندان والوں کی مغفرت، نجات اور ان کے حق میں شفاعت کی توقع پر پہلی فرصت میں حج کرنا چاہئے، دیکھئے اللہ بڑے غیور ہیں، جو شخص ان کی راہ میں اور ان کی مرضی اور حکم سے مال خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو نہ صرف واپس فرمادیتے ہیں بلکہ اسے کئی گنا بڑھا چڑھا کر واپس کرتے ہیں۔ مگر اس بات کا بھی خیال ہونا چاہئے کہ حج اس غرض سے نہ ہو، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"قرب قیامت میں سلاطین و بادشاہ سیر و تفریح کی نیت سے، غنی لوگ تجارت کی غرض سے، فقراء سوال کی غرض سے اور علماء شہرت کی نیت سے حج کریں گے۔" (اتحاف السادۃ المتقین)

اگر خدانخواستہ یہ نیت ہوگی تو خسر الدنیا والآخرۃ ... نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم ... مال بھی گیا اور محنت و مشقت بھی کسی کام کی نہیں رہی۔

اس لئے خلوص و اخلاص اور رضائے الٰہی کے ساتھ حلال، پاک اور پاکیزہ مال کے ساتھ حج کیا جائے، خوب توبہ اور تضرع کے ساتھ اپنے سارے گناہوں کی معافی مانگی جائے اور دوسروں کو بھی معاف کردیا جائے تو اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی معاف فرمادیں گے۔

☆☆ .... ☆☆

بھگت سنگھ سے محمد شکیل تک کا سفر

یہاں ایک محفل میں ایک غیر معروف شخص کا بیان تھا۔ بعدازاں میں نے ان کا تعارف جاننا چاہا تو ساتھیوں نے کہا کہ یہ نو مسلم ہیں بہتر ہے کہ یہ خود ہی اپنا تعارف کرادیں گے۔ انھوں نے راقم کو بتانا شروع کیا کہ میرا نام بھگت سنگھ تھا میں دلی کے ایک زمیندار گھرانے میں پیدا ہوا ابتدائی تعلیم اپنے علاقے سے ہی حاصل کی اور پولیس میں بھرتی ہوگیا۔ الحمدللہ! ہماری زمین و جائیداد بھی بہت تھی جس سے بہت اچھے طریقے سے گھر چل رہا تھا۔ اچانک میری زندگی میں ایک ایسا دل فریب واقعہ پیش آیا جس نے میری کایا ہی پلٹ دی۔ میرا ایک دوست جو کہ دلی میں فلمی ڈائریکٹر تھا اور فلم اسٹار دھرمندر سے اس کی اچھی جان پہچان تھی۔ جب مجھے پتا چلا تو میں نے اپنے دوست سے درخواست کی کہ وہ مجھے دھرمندر جی سے ملوادے، اس نے کہا: آپ آجاؤ، ملوادیتے ہیں۔ خوشی خوشی سامان پیک کیا، مہنگے ترین سوٹ خریدے کہ ایک فلم اسٹار سے ملنے جا رہے ہیں ٹکٹ لینے پہنچا تو کیا دیکھا میرے محلے کے کچھ مسلمان دوست وہاں موجود ہیں اور ٹکٹ خرید رہے ہیں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ وہ بھی دلی جارہے ہیں اپنے تبلیغی دورے پر۔ مجھے اچھا لگا کہ چلو ساتھ مل گیا اپنے محلے کے لوگوں کا جب ہم دلی پہنچے تو نا بھٹی تبلیغی مرکز میں تو رات کا وقت تھا ساتھیوں نے کہا صبح سویرے چلے جانا رات یہیں گزارلو، میں نے سوچا اچھا ہے، مسجد میں رات گزارنے میں کوئی حرج نہیں ان کی محبت میں وہیں بیٹھ گیا، ایک صاحب بیان کررہے تھے، اللہ کی قدرت اور اس کی شان پر مجھے بڑا تعجب ہوا ان کا بیان سن کر وہ بیان میرے دل پر اثر کرنے لگا، دوسرے دن بھی وہیں رک گیا۔ بیانات سنتا رہا، پھر تیسرے دن میں بدل ہی چکا تھا، میرے اندر کا بھگت سنگھ کہیں دفن ہوچکا تھا اور مجھ پر یہ راز کھلا کہ اسلام ایک امن پسند مذہب ہے اسلام تو بھائی چارے کا سبق دیتا ہے جبکہ ہمارے گھرانوں میں اسلام کی کچھ اور ہی تصویر پیش کی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے ہدایت دے دی تھی اور میں مسلمان ہوگیا اور میرا نام بھگت سنگھ سے بدل کر محمد شکیل رکھ دیا گیا پھر میں ان ہی کے ساتھ رک گیا۔ جب چالیس دن کے بعد گھر پہنچا تو میری داڑھی بڑھی ہوئی تھی اور شلوار کرتا زیب تن تھا، سب کو خبر ہوگئی کہ بھگت سنگھ تو مسلمان ہوگیا۔ سب مجھے ملنے آئے مسلمان مجھے مبارکباد دینے آتے رہے اور میرے ہندو دوست مجھے کہتے کہ تم نے یہ کیا کردیا، حتیٰ کہ چیف منسٹر صاحب نے بھی کہا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس سوال پر کہ اب آپ کا گزر بسر کیسے ہوتا ہے؟ لوگوں نے تو آپ کا بائیکاٹ کردیا ہی ہوگا، انھوں نے کہا کہ یقیناً بہت سی مزاحمتیں ہوتی رہیں لیکن مجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ میری تمام جائیداد پر کوئی حرف نہیں آیا اور خوب گزر بسر ہورہی ہے۔ میرے بیوی، بچے اور اکثر قریبی خاندان والے بھی مسلمان ہوچکے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اب میری تمام زندگی کا مقصد غیر مسلموں کو اسلام کی صحیح اور سچی تصویر پیش کرنا ہے۔ غیر مسلمین پیاسے بیٹھے ہیں، بس وہ منتظر رہتے ہیں کہ کوئی ہو جو انھیں سیراب کرے، یعنی دین اسلام کی پُرامن تصویر پیش کرے۔ سعودی عرب کے بارے میں انھوں نے کہا کہ دل چاہتا ہے کہ بس حرمین شریفین آتا جاتا رہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے الحمدللہ! آسانیاں دی ہوئی ہیں اور میں اکثر حاضری دیتا رہتا ہوں۔ محمد شکیل نے سعودی حکمرانوں کو ملک میں پُر وقار ماحول اور امن امان کی مثبت تدابیر کرنے پر خراج تحسین پیش کیا۔ (محمد عامل عثمانی، مکہ مکرمہ)

85 لائبریریوں میں
مجلس کی مطبوعات کا منتخب سیٹ

ایک اہم علمی کاوش!

مولانا محمد اشفاق

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ اُمت مسلمہ کے ہر طبقے میں عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے آئین وقانون کے دائرے میں رہتے ہوئے ہر سطح کی جدوجہد بروئے کار لائی جائے۔ اس مقصد کے لیے ہم نے ہمیشہ اپنے بڑوں کو فکر مند پایا، دستیاب وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے جو کچھ اُن سے ہوسکا وہ کرگزرے، اپنی دانست میں کسی بھی قسم کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

مدارس کے طلبہ کے لیے پورے تعلیمی سال میں وقتاً فوقتاً مختلف مدارس میں طویل اور مختصر دورانیے کے کورس ہوں یا سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر ہو، بقرعید کی چھٹیوں میں کورس ہوں یا پروجیکٹر کی مدد سے ایک روزہ تربیتی نشستیں ہوں، رمضان المبارک میں عوام سے رابطہ ہو، اعتکاف کے ایام میں معتکفین کے لیے نشستوں کا اہتمام ہو یا سال بھر ملک کے طول وعرض میں منعقد ہونے والے چھوٹے بڑے جلسے اور سالانہ کانفرنسیں ہوں، چناب نگر اور دیگر شہروں میں ملکی سطح کی کانفرنسیں ہوں، ملک بھر کے وکلاء بار کونسل میں ختم نبوت سیمینار ہوں، بچوں کے لیے کوئز پروگرام خواتین کے لیے الگ کورس ہوں، مدارس اور عصری تعلیمی اداروں کے طلبہ کے لیے الگ الگ تقریری مسابقوں کا انعقاد ہو، علماء کرام کے لیے الگ سیمینار ہوں، مدارس اور عصری تعلیمی اداروں کے طلبہ کے لیے دفتر ختم نبوت میں الگ الگ ماہانہ تربیتی نشستیں اور جوڑ علاقائی سطح پر ماہانہ و پندرہ روزہ اجلاس ہوں، یا عوام الناس کے لیے ملک بھر کی مساجد اور دیگر مقامات پر مختصر دورانیے کے کورس ہوں جو کہ روزانہ کی بنیاد پر ملک بھر میں اتنی تعداد میں ہوتے ہیں کہ نہ تو اُن کو شمار کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی سب کے اشتہارات شائع کیے جاتے ہیں غرض یہ کہ صرف تقریری دعوت کا سلسلہ اتنا وسیع ہے کہ اسے شمار کرنا بھی ہم جیسے طالب علموں کے لیے مشکل ہوجاتا ہے....اور تحریری میدان کی بات کی جائے تو وہ اس کے علاوہ ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں لٹریچر کی اشاعت، ہفت روزہ ختم نبوت، ماہنامہ لولاک، کتابوں کی اشاعت کا وسیع سلسلہ، مستقل بنیادوں پر شائع ہونے والی کتابوں کے ساتھ ساتھ نئی کتابوں کی بھی مسلسل اشاعت، تصنیف وتالیف کا کام، دارالافتاء ختم نبوت کے ذریعے عوام الناس کی شرعی مسائل کے سلسلے میں راہنمائی نیز سالانہ کیلنڈر اور ڈائریوں کی اشاعت، الغرض تحریر کے میدان میں بھی کام کا ایک وسیع سلسلہ ہے الحمدللہ! اور یہ سب ان حالات میں چل رہا ہے جب یوکرائن جنگ کی وجہ سے دنیا بھر میں کاغذ مہنگا ہوچکا ہے، پاکستان کے بڑے بڑے اخبارات اور رسائل و جرائد اپنی لاکھوں کی تعداد والی اشاعتیں بند کرتے چلے جارہے ہیں۔

تحفظ ختم نبوت کے لیے تحریری میدان میں بھی الحمدللہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے اللہ تعالیٰ نے وہ کام لیا ہے کہ تاریخ میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ معصوم عن الخطا تو پیغمبروں کی ذات ہوا کرتی ہے، ورنہ ہر انسان خطا کا پتلا ہے۔ کارکنان ختم نبوت سے بھی اس عظیم الشان کام میں لغزشیں اور بشری کمزوریاں یقیناً سرزد ہوتی ہوں گی مگر ہم نے اس مشن سے وابستہ حضرات اور بالخصوص عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کو اس کاز کے ساتھ ہمیشہ اخلاص کے ساتھ متحرک وفکر مند پایا۔ اگر ہم تحریر اور کتابی دنیا کے میدان میں دیکھیں تو کسی بھی شعبے میں نئی تحقیق یا سابقہ علمی ورثے کے ساتھ وابستگی اور علمی پیاس بجھانے کے لئے لائبریریوں کا قیام وقت کی اہم ترین ضرورت ہوتی ہے۔ بہت سے نوجوان طلبہ یہ سمجھتے ہیں کہ اب تو چیٹ جی پی ٹی کا دور اور مصنوعی ذہانت کا عروج ہے۔ ہر چیز کا جواب گوگل پر مل جاتا ہے تو پھر کتابیں رکھنے اور پڑھنے کی کیا ضرورت ہے، ان نوجوانوں کو باقاعدہ طور پر بتانا پڑتا ہے کہ بھائی یہ ساری ٹیکنالوجی صرف ہمارے ملک میں ہی نہیں آئی ہوئی، یورپ اور امریکا میں بھی یہ جدید ٹیکنالوجی موجود ہے مگر وہاں کی لائبریریاں آباد اور ہماری کتابوں پر دھول جمی ہوئی ہے۔ یوٹیوب اور ٹک ٹاک پر ویوز حاصل کرنے کے لیے جو چٹکلے اور ایک دو لائنوں کی باتیں لکھی اور پڑھی جاتی ہیں،

یہ باقاعدہ طور پر علم کے حصول کا ذریعہ نہیں ہے۔ ان چیزوں کے فوائد سے انکار مقصود نہیں ہے مگر آج بھی علم کے حصول کا اصل ذریعہ یا تو اصحابِ علم ہیں یا پھر کتابیں...اس لیے لائبریریوں کا قیام اور طلبہ وعوام الناس کو ان کی طرف متوجہ کرنا آج بھی وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

لائبریریوں کا قیام ایک مہنگا پروجیکٹ ہے، اس کے لیے ناصرف یہ کہ جگہ اور دیگر وسائل کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ کتابوں کا ایک وسیع ذخیرہ بھی درکار ہوتا ہے۔ جس پر اچھی خاصی رقم خرچ ہوتی ہے۔ اس شعبے میں بھی اللہ تعالیٰ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے خوب کام لیا ہے۔ ملک بھر میں قائم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بیسیوں دفاتر اور مراکز میں باقاعدہ لائبریریاں بھی قائم کی گئی ہیں، جن میں ختم نبوت اور اس سے متعلقہ موضوعات کے علاوہ دیگر موضوعات پر بھی کتابیں موجود ہیں، جن سے اہل علم، طلبہ اور عوام الناس استفادہ کرتے ہیں۔ ان لائبریریوں میں سے کچھ لائبریریاں نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے چناب نگر دفتر میں قائم بخاری لائبریری میں کُتب کا ایک وسیع ذخیرہ موجود ہے، اتنے چھوٹے سے شہر میں اتنی بڑی لائبریری خال خال ہی کہیں نظر آتی ہے۔

اسی طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کراچی دفتر میں بھی ایک بڑی لائبریری موجود ہے جو کم از کم ختم نبوت کے موضوع پر صوبہ سندھ کی شاید سب سے بڑی لائبریری ہوگی، اس سلسلے کی سب سے اہم کڑی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر واقع حضوری باغ روڈ ملتان میں قائم عظیم الشان ختم نبوت لائبریری ہے۔ تحفظ ختم نبوت، رد قادیانیت اور اس سے متعلقہ موضوعات پر شاید اس سے بڑی اور اہم لائبریری دنیا بھر میں کہیں موجود نہیں ہوگی۔ یہ لائبریری اس موضوع پر اہم اور نایاب کتابوں، مخطوطات کے ساتھ ساتھ ایک وسیع تر ذخیرہ کتب پر مشتمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حال ہی میں جب ''حیات الانبیا علیہم السلام'' پر ایک جامع دستاویز شائع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اکابر علماء کرام نے شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم العالیہ سے گزارش کی کہ آپ یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچائیں اور اس مقصد کے لیے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر کی لائبریری ہی بنیادی ذریعہ بنی کہ یہاں جتنا اور جو مواد تھا وہ کہیں اور موجود نہیں تھا۔ الحمدللہ!

ان لائبریریوں سے ملک بھر کے طلبہ، عوام اور اصحاب علم استفادہ کرتے ہیں۔ نیز یونیورسٹیوں اور دیگر تعلیمی اداروں کے محققین اور اسکالرز اپنے تحقیقی مقالہ جات اور مضامین وکتب کے لیے یہاں تحقیقی مواد کے حصول کے سلسلے میں رجوع کرتے ہیں۔ آج کل چونکہ زمانہ تیز تر ہو چکا ہے اور مطالعہ کے لیے دور دراز کا سفر کرنا کم ہو گیا ہے۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ میں ایک بٹن دباؤں اور ساری معلومات میرے سامنے آجائیں یا پھر استفادہ انہی کتابوں سے کیا جاتا ہے جو قریب میں اور دسترس میں ہوں، اس لیے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے حال ہی میں ملک بھر کی بڑی لائبریریوں میں مجلس کی مطبوعات کا ایک منتخب سیٹ رکھوایا ہے، تاکہ طلبہ کو علوم ختم نبوت کے سلسلے میں کتابوں کی سہولت ان کی دہلیز پر میسر ہو۔

اس سلسلے میں ۸۵ ایسی لائبریریوں کا انتخاب کیا گیا، جن کی طرف محققین اور عالی درجات کے طلبہ تحقیق کے سلسلے میں رجوع کرتے ہیں۔ ان میں زیادہ تر لائبریریاں ایسی ہیں جو یونیورسٹیوں کے شعبہ علوم اسلامیہ میں قائم ہیں یا ایسی یونیورسٹیوں کی مرکزی لائبریریاں ہیں جن یونیورسٹیوں میں شعبہ علوم اسلامیہ قائم ہے۔ نیز بعض ایسی لائبریریاں بھی شامل ہیں جو کسی یونیورسٹی میں تو قائم نہیں ہیں مگر ملک کی اہم لائبریریوں میں شمار ہوتی ہیں اور علوم اسلامیہ کے طلبہ تحقیق کے سلسلے میں ان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ پیاسا کنویں کے پاس چل کر جائے مگر یہاں تو کنواں خود پیاسے کی دہلیز پر پہنچ چکا ہے، اب بھی اگر ہم اپنی علمی پیاس نہ بجھائیں تو یہ ہماری محرومی ہوگی۔

لاکھوں روپے مالیت کی کتابیں ملک بھر کی 85 لائبریریوں کو ہدیہ کرنا کوئی اتنا آسان اور چھوٹا سا کام نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے اُستاذ گرامی، حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کو، کہ انہوں نے اپنی خصوصی دلچسپی کے ساتھ اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ جب بھی ختم نبوت دفتر جانا ہوا، اُستاذ گرامی کو اس حوالے سے متفکر پایا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے یہ کام آپ سے لیا۔ اللہ تعالیٰ اُستاذ گرامی کو اور جن جن حضرات نے اس سلسلے میں تعاون کیا سب کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے حصے کا کام کر دیا ہے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ

ہم میں سے ہر ایک اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اپنے حصے کا کام کریں، اس سلسلے میں سردست درج ذیل امور کی طرف توجہ کی درخواست ہے:

۱:…ہم اپنے اپنے ضلع تحصیل، ٹاؤن یا شہر کی اہم لائبریریوں میں جائیں اور جائزہ لیں کہ ان میں ختم نبوت کے موضوع پر کون کون سی اور کتنی کتابیں موجود ہیں، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جو جو مطبوعات وہاں موجود نہ ہوں، وہ وہاں رکھوانے کی ترتیب بنائی جائے، اس کے لیے اس لائبریری کی انتظامیہ اور دیگر حضرات کو اس طرف متوجہ کیا جائے تاکہ مجلس کی شائع شدہ تمام کتب وہاں موجود ہوں۔ الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تمام مطبوعات انتہائی سستے داموں اور بغیر منافع کے محض تبلیغ کی نیت سے شائع کی جاتی ہیں۔ اس لیے آپ یہ مطبوعات مجلس کے دفاتر سے بہ آسانی اور بازار سے کم قیمت پر خرید سکتے ہیں۔

۲:… اپنے علاقے کی یونیورسٹی میں جائیے اور وہاں کی لائبریری کا جائزہ لیجیے، خاص طور پر ایسی یونیورسٹی جہاں شعبۂ علوم اسلامیہ قائم ہو، کیونکہ جہاں بھی اسلامک اسٹڈیز کا شعبہ ہوتا ہے وہاں ان موضوعات پر تحقیقی کام ہوتا ہے۔ مدارس میں تو دینی کتب موجود ہوتی ہیں مگر یونیورسٹیوں کے طلبہ کی صحیح دینی کتب کی طرف دسترس بسا اوقات نہیں ہوتی۔ اس لیے اپنے علاقے کی یونیورسٹی کی لائبریری میں مجلس کی شائع شدہ تمام کتب رکھوانے کی ترتیب قائم کیجیے۔

۳:… جن ۸۴ لائبریریوں میں مجلس نے منتخب کتب کا سیٹ رکھوایا ہے، ان لائبریریوں میں بھی ان منتخب کتب کے علاوہ مجلس کی دیگر تمام مطبوعات پہنچانے کا اہتمام ہر ہر علاقے کے کارکنان اپنی ذمہ داری سمجھیں اور علاقائی مبلغ کے ساتھ باہمی مشاورت سے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔

۴:… یونیورسٹیوں میں پڑھانے والے اساتذۂ کرام اور پروفیسر حضرات سے گزارش ہے کہ آپ کی سپروائزری میں جو طلبہ تحقیقی کام کرتے ہیں، انہیں ختم نبوت اور اس سے متعلقہ عنوانات پر تحقیقی کام کرنے کی بھی ترغیب دیجیے۔ اور مجلس کی مطبوعات کی طرف اُن کی رہنمائی کیجیے۔

۵:… امید ہے کہ آپ کے علاقے کے مدارس کی لائبریریوں میں مجلس کی کتب کسی نہ کسی حد تک موجود ہوں گی، اگر موجود نہیں ہیں تو ہر علاقے کے کارکنان اور ختم نبوت کے ذمہ دار حضرات اس کی بھی ترتیب قائم کریں، اس مقصد کے لیے اصحابِ خیر بھی اس طرف توجہ کر سکتے ہیں، یہ ایک صدقہ جاریہ ہے۔ ☆☆

حافظ احمد دینؒ کامونکی کی رحلت

استاذ الحفاظ مرکزی جامع مسجد اہلسنت والجماعت کامونکی سے ملحقہ مدرسہ کے قدیم استاذ حافظ احمد دینؒ ۹۱ سال کی عمر میں ۱۳؍فروری ۲۰۲۵ء کو وفات پا گئے۔ مرحوم پختہ حافظ قرآن تھے۔ اپنی زندگی کے ۶۲ سال قرآن پاک کی تعلیم وتدریس میں گزار دیئے۔ ۵۵ سال تراویح میں قرآن پاک سنایا۔ کامونکی کے سینکڑوں حفاظ ان کے شاگرد ہیں۔ دیہاتی زبان کے مطابق تلاوت کیا کرتے، لوریاں دیتے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے مشن سے والہانہ محبت رکھتے، ماہنامہ لولاک ملتان کے مستقل قارئین میں سے تھے، ایک عرصہ سے ماہنامہ لگوایا ہوا تھا، انہیں اگر رسالہ بروقت نہ ملتا تو راقم سے شکایت کرتے۔ نیز راقم ہر سال رمضان المبارک میں ایک صبح کی نماز کے موقع پر درس دیتا ہے تو ان کی فرمائش ہوتی کہ مجلس کی مطبوعات میں جب سال کے دوران نئی کتاب آئے ضرور لے کر آئیں۔ جامع مسجد مرکزی کے بانی مولانا عبدالشکور قاسمی فاضل دارالعلوم دیوبند متوفی یکم ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ مطابق ۷؍فروری ۱۹۸۱ء کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ مرکزی جامع مسجد اہل حق کا قدیمی مرکز ہے اور بڑی مسجد ہے، سینکڑوں نمازی ہر نماز میں ہوتے ہیں۔ نصف صدی سے زائد قرآن پاک کی خدمت کی۔ آخری چار پانچ سال کمزوری آ گئی تھی۔ مدرسہ کی انتظامیہ نے انہیں تدریس سے مستثنیٰ قرار دے دیا اور کہا کہ ویسے تھوڑی دیر کے لئے آ جایا کریں، کمزوری کے باوجود مسجد سے تعلق نہیں چھوڑا، وفات کے روز بھی مسجد میں تشریف لائے، دل کی حرکت بند ہونے کی وجہ سے گر گئے اور کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے قرآن کا خادم اپنے اللہ کے ہاں پہنچ گیا۔ ان کی نماز جنازہ جامعہ اسلامیہ کامونکی کے مہتمم، جامع مسجد خضریٰ سمن آباد لاہور کے خطیب مولانا عبدالرؤف فاروقی کی اقتدا میں ادا کی گئی۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ اللہ پاک ان کی حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

نارتھ ناظم آباد ٹاؤن اور گلبرگ ٹاؤن کے

علماء کرام و کارکنانِ ختم نبوت کا اجلاس

رپورٹ:...مولانا عبدالحیٔ مطمئن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نارتھ ناظم آباد ٹاؤن کے علمائے کرام اور کارکنان کا اجلاس ۳؍اپریل ۲۰۲۵ء جمعرات بعد نماز عشاء جامع مسجد اسلامیہ مدرسہ مفتاح العلوم نارتھ ناظم آباد بلاک این میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت ٹاؤن نگران حضرت مولانا مفتی محمد ثناء الرحمٰن اور سرپرستی حضرت مولانا مفتی عبیداللہ حسن زئی، حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی نے کی۔ مولانا قاری محمد ریاض نقشبندی سعیدی نے تلاوت کلام مجید کی اور مولانا بخت اللہ نقشبندی سعیدی نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ راقم (مولانا عبدالحیٔ مطمئن) نے ترغیب دی کہ علمائے کرام ہر مہینہ کا ایک جمعہ ختم نبوت کے عنوان پر بیان کریں۔ مساجد میں درس قرآن اور درس حدیث شریف کا معمول روزانہ ہو تو ہر ہفتہ میں ایک دن ختم نبوت پر درس کا اہتمام فرمائیں۔ درس کا سلسلہ اگر ہفتہ وار ہو تو ہر مہینہ میں ایک درس ختم نبوت پر ضرور گفتگو فرمائیں۔ تاریخی اعتبار سے درج ذیل عنوانات پر توجہ فرمائیں: ۲۶؍اپریل سے پہلے ’’امتناع قادیانیت صدارتی آرڈی نینس ۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء‘‘، ۲۶؍مئی سے پہلے ’’یومِ نجات‘‘ مرگِ مرزا قادیانی ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء اور ’’تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کا آغاز ۲۹؍مئی ۱۹۷۴ء‘‘، ۲۱؍اگست سے پہلے ’’حالات و واقعات امیر شریعت حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ متوفی ۲۱؍اگست ۱۹۶۱ء بانی و امیر اول مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘، ۷؍ستمبر سے پہلے ’’یومِ تشکر و یومِ تجدید عہد و وفا‘‘ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء‘‘، اکتوبر میں ’’سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر‘‘، نومبر و دسمبر جماعت کے ترجمان ہفت روزہ ختم نبوت اور ماہنامہ لولاک کا اجراء و خریداری۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت سالانہ تقریری مسابقہ برائے سال ۲۰۲۵ء حسب ذیل ترتیب پر ہوگا۔ کراچی ڈویژن کے ۲۵ ٹاؤنز میں ۱۵؍مئی بروز جمعرات بعد نماز مغرب بعنوان ’’اسلام اور قادیانیت کا اصولی اختلاف‘‘ کراچی کے سات اضلاع میں ۲۹؍مئی جمعرات بعد نماز مغرب بعنوان ’’عیسائیت کیا ہے؟‘‘ جبکہ ڈویژن کا مرکزی مسابقہ ۲۶؍جون جمعرات بعد نماز مغرب بعنوان ’’نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی حکمتیں‘‘ منعقد ہوگا۔ ہر ٹاؤن کے مدارس میں زیر تعلیم شعبۂ درس نظامی کے طلبا اپنے ٹاؤن مسابقہ میں حصہ لے سکتے ہیں۔ ٹاؤن کے اول، دوم، سوم، ضلعی مسابقہ میں شریک ہوں گے جبکہ ضلع کے صرف اول، دوم ہی مرکزی مسابقہ میں شرکت کریں گے۔

مولانا عبدالرشید نعمانی نے ٹاؤن میں موجود فتنہ مہدویہ کی کفریہ تبلیغی سرگرمیوں کی روک تھام سے متعلق کارگزاری پیش کی، جبکہ نارتھ کراچی میں واقع قادیانی عبادت گاہ کی شرپسندی کے خلاف اہلیانِ علاقہ کے احتجاج اور حکومتی انتظامیہ کی قانون پر عمل درآمد کے حوالہ سے تفصیلات سے آگاہ کیا۔ حضرت مولانا مفتی محمد عبیداللہ حسن زئی کی دعا پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اجلاس میں درج ذیل حضرات نے شرکت کی۔ ختم نبوت کراچی ڈویژن کے مبلغ مولانا عبدالحیٔ مطمئن، ٹاؤن نگران مولانا مفتی محمد ثناء الرحمٰن، معاون نگران محمد اویس شیخ، جمعیت علمائے اسلام ضلع وسطی کے امیر مولانا عبدالرشید نعمانی، کابینہ کے پانچ اراکین سمیت، شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ نیو کراچی و امام وخطیب جامع مسجد نورالاسلام شپ اونر کالج مولانا مفتی محمد عبیداللہ حسن زئی، امام و خطیب جامع مسجد عبدالستار ڈیسلوا ٹاؤن مولانا بخت اللہ نقشبندی، منگھوپیر ٹاؤن نگران حضرت قاری ظفر اقبال، معاون نگران محترم محمد ابرار خان، امام وخطیب جامع مسجد غوثیہ نصرت بھٹو کالونی مولانا محمد سلمان، امام وخطیب جامع مسجد ابوبکر بفرزون مولانا منظور احمد، امام وخطیب جامع مسجد عثمانیہ سخی حسن مولانا محمد عباس خان، امام وخطیب مسجد عباس مولانا عبدالرحمٰن، امام وخطیب جامع مسجد محمدی مولانا سیّد محمد قاسم شاہ، ائمہ کرام جامع مسجد

لبیک نزد تیموریہ تھانہ مفتی محمد عبداللہ، مفتی محمد، مولانا محمد خبیب فاروقی، مدرس جامعہ دارالعلوم رحمانیہ بفرزون مولانا محمد یونس، مدرس جامعہ عمر شپ اونر کالج مولانا مفتی فضل ودود، مدرس جامعہ فیض الغفور دیر کالونی مولانا محمد ثناء اللہ حقانی، ذمہ دار مجلس تحفظ ختم نبوت نارتھ کراچی ٹاؤن حافظ سیّد عرفان علی شاہ، کارکن ختم نبوت کراچی مولانا محمد انس کوہستانی، مدرس جامع مسجد مدینہ شادمان ٹاؤن مولانا محمد عارف اللہ، قاری محمد ریاض نقشبندی سعیدی، مولانا عبدالصمد، محمد نعمان، کارکنان ختم نبوت نارتھ ناظم آباد ٹاؤن، محترم محمد عادل اور محترم محمد نوید، اللہ تعالیٰ ہم سب کو تحفظ ختم نبوت کی عظیم عبادت کے لئے مرتے دم تک قبول فرمائے، آمین یارب العالمین۔

اس طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گلبرگ ٹاؤن کے علمائے کرام کا اجلاس ۵ر اپریل ۲۰۲۵ء بروز ہفتہ ۱۱ تا ۱۲ بجے دوپہر جامع مسجد اختر (جامعۃ الابرار خانقاہ عارفی) میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی میزبانی حضرت مولانا مفتی خرم عباسی مدظلہ نے کی۔ جامعہ تعلیم الاسلام گلشن عمر سہراب گوٹھ کے نگران حضرت مولانا رزین شاہ صاحب، نائب نگران حضرت مولانا مفتی محمد زبیر شاہ صاحب اور بزرگ استاذ حضرت مولانا غلام ربانی صاحب نے سرپرستی فرمائی۔ اجلاس کی دعوت و نگرانی گلبرگ ٹاؤن کے نگران مولانا محمد قاسم رفیع نے کی۔ تلاوت کلام مجید کی سعادت راقم (مولانا عبدالحئی مطمئن) کے حصہ میں آئی۔

حضرت مولانا رزین شاہ صاحب نے ابتدائی ترغیبی کلمات میں کہا کہ قادیانیت کی سرکوبی میں ذرا بھی غفلت کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔ فتنۂ قادیانیت کے مکمل خاتمہ تک ہمیں چین سے نہیں بیٹھنا چاہئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ترتیب پر ہمیں اپنی خدمات پیش کرنی چاہئے۔ راقم نے کہا کہ علماء کرام ہر مہینہ کا ایک جمعہ، ماہانہ ایک درس قرآن مجید و درس حدیث ختم نبوت کے لئے خاص کریں۔

تاریخی اعتبار سے ختم نبوت کے عنوان پر اپنی مساجد میں بیانات کا اہتمام فرمائیں۔ اہل مدارس اپنے مدرسین اور طلبا کرام کو تحفظ ختم نبوت کی جانب متوجہ کریں۔ جماعت کے ترجمان ہفت روزہ ختم نبوت اور ماہنامہ لولاک کا خریدار و قاری بنیں۔

نیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام سالانہ کُل کراچی بین المدارس تقریری مسابقہ ۲۰۲۵ء کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ اجلاس میں طے پایا کہ گلبرگ ٹاؤن تقریری مسابقہ ۱۵ر مئی بروز جمعرات بعد نماز مغرب جامعہ تعلیم الاسلام گلشن عمر میں منعقد ہوگا اور جامعہ معہد الخلیل الاسلامی بہادر آباد کے استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد سلمان یاسین مدظلہ اور جامع مسجد محمدی کوثر نیازی کالونی نارتھ ناظم آباد کے امام و خطیب مولانا سیّد محمد قاسم شاہ منصفین ہوں گے۔ شرکائے اجلاس نے عزم کیا کہ گلبرگ ٹاؤن میں جاری ماہنامہ لولاک کی تعداد کو مزید بڑھائیں گے نیز پورے ٹاؤن سے قادیانی جراثیم کے مکمل صفایا کے لئے ہر آئینی و قانونی جدوجہد کریں گے۔ ٹاؤن نگران مولانا محمد قاسم رفیع نے شرکائے اجلاس کا شکریہ ادا کیا اور ٹاؤن کی کارگزاری پیش کی۔ کام کو مزید آگے بڑھانے کا عزم کیا۔

مولانا مفتی خرم عباسی نے کہا کہ ہمیں تحفظ ختم نبوت کے کام میں دامے، درمے، سخنے، قدمے ہر اعتبار سے ممکن حد تک بھرپور حصہ لینا چاہئے۔ اس عظیم کام کو قدرت کی عنایت سمجھیں ورنہ اللہ تعالیٰ کسی سے بھی کام لے سکتے ہیں۔

حضرت مولانا غلام ربانی صاحب کی دعا سے اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

اجلاس میں شریک محافظین ختم نبوت کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں: مولانا مفتی خرم عباسی بانی و متولی جامع مسجد اختر جامعۃ الابرار خانقاہ عارفی، حضرت مولانا رزین شاہ نگران جامعہ تعلیم الاسلام گلشن عمر، حضرت مولانا غلام ربانی صاحب استاذ جامعہ تعلیم الاسلام گلشن عمر، حضرت مولانا مفتی محمد زبیر شاہ ناظم جامعہ تعلیم الاسلام گلشن عمر، مولانا عبدالحئی مطمئن مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی ڈویژن، مولانا محمد قاسم رفیع نگران گلبرگ ٹاؤن، حافظ محمد اویس زمان معاون نگران گلبرگ ٹاؤن، قاری صالح اللہ نگران سہراب گوٹھ ٹاؤن، مولانا فواد احمد، مولانا سہیل مدرسین جامعۃ الابرار، مولانا سید محمد قاسم شاہ امام و خطیب جامع مسجد محمدی کوثر نیازی کالونی، محمد نعمان، محمد عادل، حافظ محمد اسد، عبدالستار ذمہ داران قرآن اکیڈمی یاسین آباد، حضرت مولانا مفتی خرم عباسی مدظلہ کے بیسیوں مریدین، متعلقین، متوسلین و نمازی حضرات اہل محلہ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تحفظ ختم نبوت کی عظیم عبادت کے لئے تادم حیات قبول فرمائیں، آمین یارب العالمین۔☆☆

سردار محمد خان لغاری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سردار محمد خان لغاریؒ، ڈیرہ غازی خان کے لغاری بلوچوں کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ راقم جب لاہور مبلغ ہوکر گیا تو موصوف جمعیت علماء پاکستان کے آفس سیکریٹری اور علامہ شاہ احمد نورانی، علامہ عبدالستار نیازی کے قریبی ساتھیوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ آگے چل کر جمعیت علماء پاکستان دوحصوں میں تقسیم ہوئی، نورانی گروپ، نیازی گروپ۔ موصوف علامہ شاہ احمد نورانی کے گروپ سے متعلق رہے اور ناظم دفتر بھی۔ نورانی میاںؒ کی وفات کے بعد جے یو پی کئی گروپوں میں تقسیم ہوگئی۔ ۱۹۹۰ء کی دھائی میں موصوف کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے جنرل سیکریٹری بھی رہے۔ چونکہ حضرت خواجہ خان محمدؒ ۱۹۸۴ء کی تحریک میں مجلس عمل کے صدر اور بریلوی مکتب فکر کے معروف عالم دین مولانا مفتی مختار احمد نعیمی گجراتی کل جماعتی مجلس عمل کے جنرل سیکریٹری تھے۔ مولانا گجراتیؒ کی وفات کے بعد علامہ نورانیؒ سے درخواست کی گئی کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک سے ہی یہ عہدہ بریلوی مکتب فکر کے پاس رہا ہے، ۱۹۷۴ء کی تحریک میں کل جماعتی مجلس عمل کے صدر شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ تھے اور جنرل سیکریٹری بریلوی مکتب فکر کے علامہ محمود احمد رضویؒ، ۱۹۸۴ء کی تحریک میں خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صدر بنے اور مولانا مفتی مختار احمد نعیمی گجراتی جنرل سیکریٹری، آپ کی وفات کے بعد علامہ نورانیؒ سے درخواست کی گئی کہ کل جماعتی مجلس عمل کی جنرل سیکریٹری شپ آپ کی امانت ہے تو حضرت علامہ شاہ احمد نورانیؒ نے سردار محمد خان لغاری کا نام تجویز فرمایا، اس طرح ایک مدت تک یہ ہمارے جنرل سیکریٹری بھی رہے۔ جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے دور میں ایک قادیانی قیصرانی سردار میر مند قیصرانی کو ہماری مسجد میں دبایا گیا تو اس وقت اس مطالبہ نے تحریک کی شکل اختیار کرلی کہ قادیانی کو ہماری مسجد سے نکال دیا جائے۔ ہمارے ڈیرہ غازی خان کے مبلغ مرد مجاہد صوفی اللہ وسایاؒ تھے۔ انہوں نے اس دور میں کئی قادیانیوں کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں سے نکلوایا، تو اس تحریک کی قیادت ڈیرہ غازی خان میں صوفی اللہ وسایاؒ فرمارہے تھے۔ بریلوی مکتب فکر کے اس وقت دوتین نوجوان سردار محمد خان لغاری، خواجہ عبدمناف، مولانا اقبال اختر فاروقی دست وبازو تھے، تحریک چلائی۔ انتظامیہ اولین فرصت میں مطالبہ ماننے کی عادی نہیں ہے، جب تک ’’لا اینڈ آرڈر‘‘ کا مسئلہ نہ ہو۔ چنانچہ جلسے ہوتے رہے۔ مظاہرے اور ریلیاں نکلتی رہیں۔ انتظامیہ تحریک سے تنگ آئی، تو مناظر اسلام حضرت علامہ عبدالستار تونسویؒ کی قیادت میں نکلنے والی ریلی پر انتظامیہ نے بلوچ لیوی کے ذریعہ بھرپور لاٹھی چارج کیا۔ جس کی زد میں حضرت تونسویؒ کے علاوہ صوفی اللہ وسایا، سردار محمد خان لغاری اور مولانا اقبال اختر فاروقی سمیت درجنوں مظاہرین آئے، بے تحاشا لاٹھی چارج سے زخمی ہوئے، ان میں سردار محمد خان لغاری بھی شامل رہے۔ میاں محمد نواز شریف کے غالباً پہلے دور میں پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کے قیام کی تحریک چلائی گئی، اس میں سردار لغاری بھی قائدین تحریک کے شانہ بشانہ تھے۔

۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء کے دور میں جب راقم وہاں مبلغ تھا کئی تحریکیں چلیں۔ پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ، یوسف کذاب کے فتنہ کا قضیہ اور دوسری تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے۔ جمعیت علماء پاکستان کے ٹکڑیوں میں بٹ جانے سے افسردہ خاطر رہے، اگرچہ بریلوی علماء کرام کے اسٹیج پر کہیں کہیں نظر آتے۔ لیکن دریائے راوی کے قریب مدینہ مسجد ان کی سرگرمیوں کا ہیڈ کوارٹر رہی اور اس میں تاحیات قیام پذیر رہے اور اپنی تمام تر سرگرمیوں کو اتحاد بین المسلمین کے لئے وقف کردیا۔ بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب مولانا صاحبزادہ سید عبدالخبیر آزاد کے ساتھ مل کر اتحاد بین المسلمین کے لئے سرگرم رہے۔ ۲۲؍ مارچ کو انتقال ہوا۔ ۲۳؍ مارچ ۲۰۲۵ء کو جنازہ اور تدفین عمل میں آئی۔

☆☆ .... ☆☆

مجموعۂ کتب

حیات الانبیاء علیہم السلام

صفحات: تقریباً ۱۰۰۰۰۔ جلدیں: ۱۷۔ کل تعداد مشمولہ کتب: ۱۲۲

کل تعداد مصنفین: ایک سو کے لگ بھگ مشاہیر کے رشحات قلم، کمپوزنگ عمدہ، طباعت معیاری، کاغذ، پیکجز تعلیم، گلیز وسفید سائز ۲۳×۳۶×۱۶ جلد بیروتی طرز، لیمینیشن، پشتہ باجوڑ، طباعت واشاعت کی تمام خوبیوں کا مرقع، دلآویز، دلرباء، دلنشین آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کا سرور، نظر پڑتے ہی دل موہ لینے والا مجموعہ کتب۔

پون صدی سے جس خزانہ تک رسائی مشکل تھی اب اتنی آسان کہ سبحان اللہ، معلومات کا بحر ذخّار، جس کا مدتوں سے انتظار تھا وہ لمحہ سعادت آن پہنچا، ہزاروں خوشیوں کا سامان کہ منتشر خزانہ یکجا ہوگیا۔

عشق رسالت مآب ﷺ کا گلدستہ دیکھنے میں خوشنما، سیٹ رکھنے اٹھانے میں خیر الامور اوسطہا کا مصداق، سیٹ گتہ پیک۔ رعایتی قیمت سیٹ: ساڑھے سات ہزار (۷۵۰۰ روپے) فقط۔ گویا لاگت، اس سے سستا ورعایتی اتنا بڑا کوئی اور سیٹ کہیں سے دستیاب ہونا مشکل بلکہ ناممکن، تجربہ شرط۔

مکتبہ سراجیہ لنشر الکتب الاسلامیہ

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

رابطہ کے لیے

جناب عزیز الرحمن رحمانی 03338827001

مولانا عتیق الرحمن سیف 03447121967